دوسرا سانپ

اشتیاق احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

محمود' فاروق' فرزانہ اور
انسپکٹر جمشید سیریز672

دوسرا سانپ

اشتیاق احمد

......نہ بجے بانسری

تھانہ قائد آباد کے فون کی گھنٹی بجی، کسی نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا:

"سر.....یہاں.....میرے مکان کے سامنے ایک لاش پڑی ہے۔"

"کک.....کیا کہا.....لاش.....پاگل تو نہیں ہیں.....صبح صبح منہ اندھیرے لاش کہاں سے آ گئی.....کوئی کتا سویا پڑا ہو گا۔" پولیس اسٹیشن سے جواب دیا گیا۔

"جی نہیں.....وہ سویا ہوا نہیں ہے.....مرا ہوا ہے.....جسم سے بہنے والے خون نے سڑک کو رنگین کر دیا ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے.....مرے ہوئے کتے کے جسم سے بہنے والے خون نے۔"

"نہیں.....اس انسان کے جسم سے بہنے والے خون نے۔"

"آپ کا نام.....پتا۔"

میرا نام ناصر کملانی ہے.....پتا ہے.....906 ڈی روڈ۔"

"آپ میرا مشورہ مانیں.....ایک گڑھا کھود کر اس کو گڑھے

میں دبادیں.... تاکہ نہ رہے گا بانس، نہ بجے گی بانسری۔"

"یہ .... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں .... یہ آپ کا علاقہ ہے.... اور آپ کے علاقے میں قتل ہوا ہے...."

"ہاں! میں سن چکا ہوں.... اگر آپ یہ کام کردیں تو ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے۔"

"اور بعد میں آپ مجھے قاتل کی حیثیت سے گرفتار کرلیں گے۔"

"وہ تو میں اب بھی کرسکتا ہوں۔"

"ہاہا.... نہیں کرسکتے۔" دوسری طرف سے ہنس کر کہا گیا۔

"کیا کہا.... نہیں کرسکتے۔"

"ہاں .... نہیں کرسکتے.... تجربہ کرلیں ....ویسے آپ کی اطلاع کے لیے عرض کردوں.... اس لاش کے گلے میں ایک لاکٹ بھی ہے۔"

"لل.... لاکٹ۔" اس بار چونک کر کہا گیا۔

"جی ہاں! لاکٹ۔"

"وہ لاکٹ.... جو دس بارہ روپے کا بازار سے مل جاتا ہے۔"

"ہاں.... وہ ایسا ہی لگتا ہے.... لیکن اس میں ایک بڑا سا نگ لگا ہوا ہے.... ظاہر ہے.... شیشے کا ہی ہوگا.... اور لاکٹ پیتل کا.... اگر وہ کوئی قیمتی چیز ہوتی.... تو مارنے والا کب اس کو گلے میں چھوڑتا۔"

"اچھی بات ہے.... تو آپ اس کو نہیں دبا رہے۔"

"یہ میرا کام نہیں ہے۔"

"دیکھ لیں.... اس طرح آپ خود مشکل میں پھنس جائیں گے۔"

"میں کہہ چکا ہوں.... نہیں پھنسوں گا۔"

"اوکے.... ہم آرہے ہیں.... اور دیکھتے ہیں.... آپ کس طرح نہیں پھنستے۔"

"آجائیں.... میں اپنے گھر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا آپ کا انتظار کررہا ہوں۔"

"فرار ہونے کی کوشش نہ کرنا.... اس لیے کہ جب ہمیں کوئی لاش اٹھانا پڑتی ہے.... تو ایک عدد قاتل کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔"

"ہاں! یہ تو ہے.... لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو شخص آپ کو لاش کی اطلاع دے.... آپ اس کو بطورِ قاتل گرفتار کرلیں... آپ کو تو اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔"

"شکریہ ہم اس صورت میں ادا کرتے ہیں.... جب کسی طور وہ مجرم ثابت نہ ہو۔"

"میں بھی کسی طرح مجرم ثابت نہیں ہوں گا۔"

"ہم آرہے ہیں۔"

یہ کہہ کر انسپکٹر نے فون بند کردیا اور اپنے ماتحت کو آواز دی.. اسے صورتِ حال بتائی، چلنے کی تیاری شروع کی گئی.... روزنامچے میں

روانگی لکھی گئی اور پھر وہ ایک جیپ میں روانہ ہو گئے.... ڈی روڈ پر مکان نمبر 404 کے سامنے واقعی لاش پڑی تھی.... اور مکان کے ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا.... اس میں ایک نوجوان بیٹھا اونگھ رہا تھا.... اور اس وقت صبح کے چار بجے تھے، سردیوں کے دن تھے.... بلکہ شدید سردی کا موسم تھا....

"تو فون آپ نے کیا تھا۔" انسپکٹر نے منہ بنایا۔

"ظاہر ہے سر...."

"مجھ سے سیدھی طرح بات کریں.... میرا نام چنگیز خان ہے۔"

"ارے باپ رے.... کافی خوفناک نام ہے۔" نوجوان نے کہا۔

"اور آپ کا نام ناصر کملانی ہے.... یہی نا۔"

"جی بالکل۔"

"تو آپ نے اسے کس طرح قتل کیا۔"

"مجھے اس شخص کو قتل کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی... میں صبح سویرے صبح کی سیر کے لیے جانے کا عادی ہوں.. معمول کے مطابق میں اٹھا، باہر نکلا تو لاش پر نظر پڑی.... میں نے اپنا فرض جانا.. کہ آپ کو فون کر دوں.... بس بات تو صرف اتنی سی ہے۔"

"جی نہیں.... آپ نے پہلے اسے قتل کیا.... پھر فون کیا۔"

"اس صورت میں آپ کو قتل کی وجہ بتانا ہو گی۔"

"وہ ہم تم سے اگلوائیں گے۔"

"اور میں نے آپ کو بتایا تھا.... آپ ایسا نہیں کر سکیں گے.. اس لیے کہ ہمارے ملک میں بہر حال قانون موجود ہے.... ہم جنگل میں نہیں رہتے.... یا شہر میں جنگل کا قانون نہیں ہے۔"

"باتیں بہت بڑھ بڑھ کر بنا رہے ہیں.... خیر.... بھاگنے کی کوشش نہ کیجیے گا.... ورنہ میرا نائب گولی چلانے کا بہت شوقین ہے۔"

"مجھے کیا ضرورت ہے.... بھاگنے کی۔" اس نے منہ بنایا۔

اب وہ لاش کی طرف متوجہ ہوئے.... انسپکٹر نے اس لاکٹ کو بھی غور سے دیکھا.... پھر انہوں نے اپنی کارروائی کی.... اور آخر لاش اٹھوا دی گئی.... اب وہ پھر نوجوان کی طرف آئے۔

"آپ کو ہمارے ساتھ تھانے تک چلنا ہو گا۔"

"کس سلسلے میں جناب۔"

"تفتیش کے سلسلے میں۔"

"مجھے اس سے زیادہ کچھ معلوم نہیں.... جو بتا چکا ہوں... اور میرا اس لاش سے دور کا بھی واسطہ نہیں.... پہلے یہ میرے کاغذات دیکھ لیں.... پھر اگر آپ پسند کریں گے تو میں آپ کے ساتھ چلا چلوں گا.... لیکن اس صورت میں آپ کو عدالت میں جواب دینا پڑے گا۔"

"ہم عدالت میں جواب دے لیں گے.... آپ اپنی بات کریں۔" انسپکٹر چنگیز خان نے جھلا کر کہا اور اس کے کاغذات پر نظر

ڈالی.... ان کی رُو سے وہ ایک وکیل تھا۔

"اوہ تو آپ ایک وکیل ہیں۔"

"ہاں! ہوں تو...."

"اس لیے آپ کہہ رہے تھے کہ ہم آپ کو گرفتار نہیں کر سکتے۔"

"یہی بات ہے۔"

"او کے.... ہم واقعی آپ کو گرفتار نہیں کر رہے.... لیکن آپ کا بیان تو لینا ہوگا۔"

"اس سے انکار کس نے کیا ہے۔"

"شکریہ... بیان لکھوا دیں۔"

"ضرور کیوں نہیں۔"

اس نے بیان لکھوا لیا.... وہ لاش لے کر چلے گئے.... تین دن بعد نوجوان نے پولیس اسٹیشن فون کیا....

"انسپکٹر صاحب.... ناصر کملانی بات کر رہا ہوں۔"

"اوہ اچھا.... جن صاحب نے لاش کی اطلاع دی تھی۔"

"ہاں بالکل۔"

"فرمائیے... اب کیا ہے.. کوئی اور لاش پڑی نظر آئی ہے۔"

"نہیں.... خدا کا شکر ہے.... میں نے تو یہ پوچھنے کے لیے فون کیا ہے کہ اس لاش کا کیا بنا۔"

"آپ کو اس سے مطلب... جب آپ کا لاش سے کوئی تعلق

نہیں ہے تو کیوں پوچھ رہے ہیں۔"

"ذہن میں یہ سوال تو اٹھ رہا ہے نا کہ نہ جانے کس کی لاش تھی.... اس کے گھر والے کتنے پریشان ہوں گے.... کیا اس کے گھر والے مل گئے تھے۔"

"نہیں.... کوئی اس لاش کو اپنا کہنے والا نہیں آیا.... ہم نے لاوارث لاش کے طور پر اسے دفن کرا دیا ہے۔"

"لیکن میری نظر سے اخبارات میں کوئی اشتہار نہیں گزرا.. اس کی تصویر کے ساتھ اخبارات میں اشتہار شائع کرایا جانا تھا۔"

"آپ مجھے قانون پڑھا رہے ہیں۔" انسپکٹر جھلا کر کہا۔

"نہیں.... اس پر حیرت ظاہر کر رہا ہوں کہ آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا۔"

"ضرورت نہیں سمجھی..." یہ کہہ کر انسپکٹر نے فون بند کر دیا..

غالباً اسے اس نوجوان پر بلاوجہ غصہ آ رہا تھا۔

ادھر ناصر کملانی نے شدید الجھن محسوس کی کہ لاش کو کیوں اس طرح دفن کر دیا گیا۔ اسے فی الحال مردہ خانے میں رکھا جانا چاہیے تھا.... تاکہ اپنے عزیز کی تلاش میں نکلنے والے وہاں آ کر اسے شناخت کر لیں....

آخر اس کے ہاتھ فون کی طرف بڑھ گئے.... اس نے کسی کے نمبر ملائے.... سلسلہ ملنے پر اس نے کہا:

"ناصر کملانی بات کر رہا ہوں، کیا یہ انسپکٹر جشید کا گھر ہے۔"

"کک.... کیا کہا.... ناصر جملانی۔"

"جی نہیں.... ناصر کملانی۔"

"فرمائیے.... فاروق بات کر رہا ہوں۔"

"تین دن پہلے میرے گھر کے سامنے ایک شخص کو قتل کر دیا گیا تھا۔"

"ارے باپ رے.... آپ اب اطلاع دے رہے ہیں.... اب تک تو بے چاری لاش گل سڑ گئی ہو گی۔" فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"نہیں جناب.... میں قائد آباد میں رہتا ہوں.... 404ڈی روڈ پر.... میں نے لاش کو دیکھتے ہی پولیس اسٹیشن قائد آباد فون کیا تھا... وہاں سے پولیس آئی تھی اور اپنا کام کرنے کے بعد لاش اٹھا لے گئی تھی...."

"تب تو بات ٹھیک ہو گئی.... اب آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔" فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"تین دن گزرنے پر میں نے آج پھر قائد آباد کے پولیس اسٹیشن فون کیا تھا.... ان سے پوچھا تھا.... لاش کا کیا بنا.... انہوں نے بتایا کہ لاش کو دفن کر دیا گیا ہے.... کوئی اس کا وارث نہیں ملا.... لیکن انہوں نے کسی اخبار میں لاش ملنے کی خبر شائع نہیں کرائی.... نہ اس کی تصویر شائع کروائی.... اس کے بغیر ہی اسے دفن کر دیا گیا.... آخر کیوں۔"

"آپ ذہین آدمی لگتے ہیں.... اور ایک ذمہ دار شہری بھی...

معاشرے کو آپ جیسے لوگوں کی ضرورت ہے.... آپ کا شکریہ.... ہم وہاں جاتے ہیں اور پوچھتے ہیں.... انہوں نے ایسا کیوں کیا۔"

"بہت بہت شکریہ.... ایک بات اور، لاش کے گلے میں ایک لاکٹ تھا۔"

"آپ کا مطلب ہے.... سونے کا لاکٹ۔"

"میں کہہ نہیں سکتا.... میں سونے اور پیتل میں تمیز نہیں کر سکتا۔"

"اچھا خیر.... ہم دیکھتے ہیں۔"

دوسری طرف سے فون بند کر دیا گیا....

"محمود.... فرزانہ.... کیا تم ساتھ چلنا پسند کرو گے۔"

"کک.... کہاں۔"

فاروق نے انہیں بتایا.... کہ کیا مسئلہ ہے.... وہ بھی فوراً تیار ہو گئے.... پھر تینوں اپنی کار میں بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔

"کیا خیال ہے.... ریڈی میڈ میک اپ میں نہ چلیں.... جا کر ان سے کہیں گے.... ہمارا ایک عزیز غائب ہے.... سنا ہے.... آپ نے ڈی روڈ سے ایک لاش اٹھوائی ہے.... اس وقت دیکھتے ہیں.... وہ کیا ردِ عمل ظاہر کرتا ہے۔" فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ ٹھیک رہے گا۔" محمود مسکرایا۔

گاڑی میں بیٹھے بیٹھے انہوں نے حلیے بدل لیے.... پھر تھانے میں داخل ہوئے.... انسپکٹر چنگیز خان پورے کروفر کے ساتھ بیٹھا ہوا

تھا.... اس کی گردن تنی ہوئی تھی۔

”انسپکٹر صاحب.... السلام علیکم۔“

”وعلیکم السلام۔“ اس نے نفرت سے ہونٹ سکوڑے۔

”ہمارے ایک عزیز غائب ہیں.... تین دن سے.... سنا ہے، تین دن پہلے آپ کو ایک لاش ملی تھی۔“

”اوہو اچھا.... آپ کو کیسے معلوم ہوا۔“

”کسی سے پتا چلا تھا کہ ڈی روڈ پر بھی ایک لاش پائی گئی تھی....“

”اس کا کوئی وارث نہیں پہنچا تھا.... لہٰذا ہم نے اسے دفن کروادیا۔“

”لیکن کیوں.... آپ نے اس کو مردہ خانے میں کیوں نہیں رکھوایا.... چند دن تک تو اسے وہاں رکھوانا تھا۔“

”ہاں، رکھوانا تھا.... لیکن اس کے کپڑوں وغیرہ سے صاف نظر آرہا تھا کہ اس کا اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔“

”حیرت ہے.... آپ نے کپڑوں سے یہ بات کس طرح معلوم کرلی۔“

”لاوارثوں کے کپڑے ایسے ہی ہوتے ہیں.... جیسے اس کے تھے۔“ انسپکٹر مسکرایا۔

”خیر.... اب تو آپ اس کی لاش کو نکلوانا ہی پڑے گی۔“

”آپ کے جو عزیز گم ہوئے.... آپ نے اس کی رپورٹ

کہاں درج کرائی تھی۔“

وہ چکرا گئے کہ اس سوال کا کیا جواب دیں۔ پھر محمود نے کہا۔

”رپورٹ درج نہیں کرا سکے۔“

”یہ کیا بات ہوئی۔“

”پتا نہیں.... آپ قبر کھدوائیں اور لاش ہمیں دکھائیں۔“

”پہلے آپ رپورٹ درج کرائیں۔“

”کیا آپ نے رپورٹ درج نہیں کی تھی۔“ فاروق نے منہ بنایا۔

”ہاں! کی تھی۔“

”بس وہی کافی ہے۔“

”اچھی بات ہے.... میں اپنے ماتحت کے ساتھ چند کانسٹیبل بھیج دیتا ہوں.... آپ لاش کو دیکھ آئیں۔“

”لاش کو آپ دوبارہ دفن نہ کرائیں.... ابھی اسے مردہ خانے میں رکھوادیں.... ہم خود اسے دفن کروائیں گے.... قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد۔“

”اوکے.... جائیں آپ ان لوگوں کے ساتھ۔“

وہ پولیس کے ساتھ قبرستان آئے.... قبر کو کھودا گیا.... مردہ اس میں سے نکالا گیا.... انہوں نے اس کی شکل و صورت کو غور سے دیکھا.... پھر چنگیز خان کے نائب سے بولے:

”اس کے گلے میں ایک لاکٹ تھا۔“

"ظاہر ہے.... ہم لاکٹ کو تو ساتھ میں دفن نہیں کر سکتے تھے.... وہ تھانے میں بطور امانت موجود ہے۔"

"شکریہ.... لاش کو مردہ خانے لے چلیں.... ہم تھانے جا کر پہلے لاکٹ کو دیکھیں گے۔"

"اچھا۔" وہ بولا۔

پھر وہ تھانے آئے.... انسپکٹر انہیں دیکھتے ہی بولا:

"دیکھ لی لاش۔"

"ہاں دیکھ لی.... اس کے گلے میں ایک لاکٹ تھا۔"

"لل.... لا.... لاکٹ.... ہاں بالکل تھا۔"

"ہم اس کو دیکھنا چاہتے ہیں۔"

"ضرور کیوں نہیں۔"

اب اس نے تھانے کی سیف میں سے لاکٹ نکالا اور ان کے سامنے لہراتے ہوئے کہا:

"یہ ہے وہ لاکٹ.... کیا آپ اس کو پہچانتے ہیں۔" اس کے لہجے کا گہرا طنز چھپا نہ رہ سکا۔

انہوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا، لاکٹ کو غور سے دیکھا اور پھر محمود نے کہا:

"نہیں.... ہم اس لاکٹ کو نہیں پہچانتے۔"

"حیرت ہے.... یہ اس لاش کے گلے میں تھا.... آپ کہتے ہیں... وہ آپ کا عزیز تھا.... تب تو پھر یہ لاکٹ آپ کے لیے جانا پہچانا

ہونا چاہیے تھا۔"

"ہم خود اس بات پر حیران ہیں۔" فاروق نے گول مول جواب دیا۔

"حیران ہیں.... کس بات پر۔"

"یہ کہ آخر ہم اس لاکٹ کو کیوں نہیں پہچان رہے.... خیر.. کوئی بات نہیں، پہچان لیں گے۔" فاروق مسکرایا۔

"کیا کہا.... پہچان لیں گے.... یعنی کچھ وقت گزرنے پر۔" انسپکٹر چنگیز خان کے لہجے میں حیرت در آئی۔

"ہاں! یہی مطلب ہے.... ہمارا۔" فرزانہ نے کہا۔

"آپ مذاق کے موڈ میں ہیں.... پہلے یہ بتائیں.... مرنے والے سے آپ کا کیا رشتہ تھا۔"

"بس یوں سمجھ لیں... ہمارا بھائی تھا.... آپ نے اس کی لاش ملنے پر.... اور وارث ملنے پر اخبارات میں اشتہارات کیوں نہیں دیا۔"

"میں بلاوجہ حکومت کا خرچ نہیں کراتا۔" اس نے منہ بنایا۔

"لیکن جب یہ قانون ہے.... تو آپ کو خرچ کی پروا نہیں کرنی چاہیے تھی.... آپ تو قانون کے محافظ ہیں.... قانون پر عمل کرنا آپ کی ذمہ داری ہے...."

"آپ مجھے قانون پڑھانے کی کوشش نہ کریں.... سمجھے جناب۔"

"جی ہاں ! سمجھ گئے .... یہ ہمارے کارڈ رہے .... اور اب بتائیں .... آپ نے ایسا کیوں کیا۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

محکمہ سراغرسانی کی طرف سے جاری کردہ خصوصی کارڈ دیکھ کر اس کا رنگ اڑ گیا۔

"اوہ .... تو آپ ہیں۔"

"ہاں ! یہ ہم ہیں .... اب آپ جواب دیں .... آپ نے اس لاش کو خاموشی کے ساتھ کیوں دفن کروایا۔"

"میں نے یہی مناسب سمجھا۔"

"تب آپ عدالت میں جواب دینے کے لیے تیار رہیں۔"

"ہوں .... اچھا۔" اس نے فکر مند ہو کر جواب دیا۔

"لاش کی تصاویر لی گئی تھیں .... یا یہ بھی نہیں کیا گیا۔"

"موقع واردات پر لی گئی تھیں۔"

"وہ تصاویر ہمیں دکھائیں۔"

انسپکٹر نے تصاویر منگوائیں .... اب وہ لگے غور سے ان تصاویر کو دیکھنے .... مقتول کے سینے میں تین گولیاں ماری گئی تھیں .... گویا قاتل اس بات کا یقین بھی چاہتا تھا کہ وہ مر ہی جائے .... زندہ نہ بچ جائے .... ورنہ وہ سینے میں ایک گولی بھی کافی خیال کرتا ....

"جس نوجوان نے آپ کو فون کیا تھا .... کیا اس نے گولی چلنے کی آواز سنی تھی۔"

"نہیں .... اس نے یہ نہیں بتایا۔"

اور نہ آپ نے پوچھا۔"

"نہیں .... لاش بالکل سرد تھی .... غالباً نصف رات کے قریب اسے قتل کیا گیا ہوگا .... جب کہ نوجوان گھر سے صبح کی سیر کے لیے نکلا تھا .... لحافوں میں دبے لوگ گولی چلنے کی آواز کہاں سنتے ہیں۔ کوئی سن بھی لے .... تو باہر نکلنے کی کوشش نہیں کرتا۔"

"ہوں .... یہ بات تو خیر ہے .... ارے .... یہ .... یہ کیا۔" فرزانہ کے منہ سے مارے حیرت کے نکلا .... اس کی آنکھیں پھیلتی چلی جا رہی تھیں اور منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔

☙ ☙ ☙
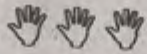
.... دلچسپ بات

"کیابات ہے.... فرزانہ۔" محمود بے چین ہو گیا۔

"بہت دلچسپ بات ہے۔" وہ بڑبڑائی۔

"اور وہ کیا ہے۔" فاروق نے جلدی سے کہا۔

"ابھی نہیں .... ٹھہر کر بتاؤں گی۔" اس نے کہا.... پھر انسپکٹر کی طرف مڑے۔

"آپ لاش کو فی الحال مردہ خانے میں رکھوادیں .... یہ لاکٹ اور تصاویر ہمارے پاس رہیں گی بطور امانت.... ہم بعد میں آپ کو لوٹا دیں گے.... ان کی رسید لکھ دیتے ہیں۔"

"اچھا۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

پھر وہ رسید لکھ کر باہر آگئے....

"کیا ہوا تھا فرزانہ۔"

"دلچسپ بات۔" فرزانہ مسکرائی۔

"دلچسپ بات .... ہمیں کیوں نظر نہیں آئی۔" فاروق جل گیا۔

"اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں.... یا تو تم عقل استعمال نہیں

کرتے.... یا تمہاری نظر کمزور ہے.... لیکن تم نے ابھی تک عینک نہیں لگوائی .... جس کا مطلب ہے .... تمہاری نظر کمزور نہیں .... یا پھر دوسری بات ہے.... یعنی تم عقل سے پیدل ہو .... حالانکہ گھر میں تمہاری اپنی کار ہے.... موٹر سائیکل ہے۔" فرزانہ جلدی جلدی کہتی چلی گئی۔

"بس کہہ چکیں.... جو کہنا تھا.... یا کچھ باقی ہے۔"

"جب مزید ضرورت ہو گی.... کچھ اور کہہ لوں گی.... فی الحال اتنا ہی کافی ہے۔"

"تب پھر سنو.... لاش کے گلے میں جو لاکٹ ہے.... وہ اور ہے.... اور جو لاکٹ اس نے ہمیں دیا.... وہ اور ہے.... مطلب یہ کہ لاش کے گلے سے جو لاکٹ اتارا گیا.... انسپکٹر چنگیز خان نے ہمیں وہ نہیں دیا۔" فاروق پٹ سے بولا۔

"آخر کیوں.... اس نے ایسا کیوں کیا۔" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"اس سوال کا جواب وہی دے سکتا ہے.... ہم نہیں.... اس لیے کہ ہم غیب کا علم نہیں جانتے، ہم کیا.... غیب کا علم تو اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی نہیں دیا.... ہاں اپنے پیارے رسولوں کو غیب کی خبریں ضرور عطا فرمائیں.... جن کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔" فرزانہ نے روانی کے عالم میں کہا۔

"اس تقریر کی یہاں کوئی ضرورت تھی بھلا۔"

"بالکل ضرورت تھی... اس لیے کہ کچھ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو غیب کا علم عطا کر دیتا ہے.... جب کہ یہ عقیدہ شرک ہے.... اور شرک سے بڑا گناہ کوئی نہیں.... ہاں غیب کی خبریں عطا کرنے کا ذکر قرآن کریم میں کئی جگہ ہے.... مثلاً سورۃ یوسف۔"

"ہاں واقعی.... ایسے لوگوں کو اپنی اصلاح کر لینی چاہیے...."

محمود نے سر ہلایا۔

"چلو خدا کا شکر ہے.... تم نے ضرورت تو تسلیم کی.... اب بات ہو جائے لاکٹ کی.... کیا ہم اس کے پاس چلیں۔"

"اس سے پہلے ہم اس نوجوان سے کیوں نہ مل لیں.... اس نے بھی لاکٹ کو دیکھا تھا۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔"

وہ اسی وقت ناصر کملانی کے گھر پہنچے.... اس نے مسکرا کر ان کا استقبال کیا۔

"مجھے اندازہ تھا.... آپ آئیں گے۔"

"یہ اور اچھا ہے.... کہ آپ کو اندازہ تھا.... گویا آپ نے ہماری آمد کا برا نہیں مانا۔"

"بھلا میں کیوں برا مانوں گا۔"

"اچھا.... ذرا اس لاکٹ کو دیکھیں.... یہ لاکٹ ہمیں انسپکٹر چنگیز خان نے دیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ لاش کے گلے میں یہی لاکٹ

تھا۔"

ناصر نے لاکٹ لے لیا.... اور غور سے اسے دیکھنے لگا.... پھر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں یہ بات یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ لاکٹ نہیں ہے۔"

"بہت خوب.. اب آپ ان تصاویر میں لاکٹ کو دیکھیں۔"

انہوں نے اس کے سامنے تصاویر پھیلا دیں....

"جی ہاں.... یہی ہے وہ لاکٹ۔" اس نے فوراً کہا۔

"اس کا مطلب ہے.... انسپکٹر نے لاکٹ تبدیل کر دیا ہے.... تب پھر وہ لاکٹ قیمتی تھا۔"

"ضرور یہی بات ہے.... ورنہ اسے کیا ضرورت تھی تبدیل کرنے کی۔"

"ہوں.... خیر.... آپ کا اس لاش کے بارے میں کیا خیال ہے.... کیا پہلے کبھی اس شخص کو کہیں دیکھا ہے۔"

"جی نہیں.... پہلی بار لاش کی صورت میں ہی دیکھا ہے۔"

"اچھی بات ہے.... آؤ بھئی.... ذرا انسپکٹر کی خبر لے لیں۔" محمود نے کہا۔

وہ تھانے پہنچے.... لیکن انسپکٹر چنگیز خان وہاں نہیں تھا.... اس کے ماتحت نے بتایا کہ وہ گھر چلے گئے ہیں.... اور اب شام سے پہلے نہیں آئیں گے، اس روز یوں بھی اتوار تھا.... چھٹی کا دن تھا۔

"ان کا پتا بتائیں.... ہم گھر میں ان سے ملاقات کرلیں گے۔"

"وہ مون روڈ نمبر 14 میں رہتے ہیں۔"

"شکریہ۔" تینوں بولے اور تھانے سے نکل کر مون روڈ کی طرف روانہ ہوئے۔

"مجھے کچھ عجیب سا احساس ہورہا ہے۔" فرزانہ بولی۔

"کیا مطلب...." دونوں بولے۔

"یہ کیس ہمیں چکرا کر رکھ دے گا.... لہٰذا ہمیں فوری طور پر ابا جان کی مدد لے لینی چاہیے۔"

"ان سے بات کر لیتے ہیں...."

محمود نے ان کے موبائل نمبر ملائے.... وہ دفتر میں تھے۔

"ہاں محمود.... کیا بات ہے۔"

"ہم ایک کیس میں الجھتے محسوس ہوتے ہیں.... فرزانہ کا خیال ہے.... یہ کیس ہمیں چکرا کر رکھ دے گا.... لہٰذا ہم نے فیصلہ کیا کہ آپ سے مشورہ کر لیا جائے۔"

"یہ اچھا ہے.... مشورے میں برکت ہے۔"

"تب پھر سنئے.... ایک نوجوان شخص صبح سویرے منہ اندھیرے سیر کے لیے جانے کا عادی ہے.... اس کا نام ناصر کملانی ہے.... تین دن پہلے.... وہ گھر سے نکلا تو اسے گھر کے سامنے ایک لاش پڑی نظر آئی.... اس نے پولیس اسٹیشن فون کیا.... قائد آباد ڈی

روڈ کیانچارج انسپکٹر چنگیز خان ہیں.... وہ موقع پر آئے.... اپنے طریقے کے مطابق انہوں نے نوجوان پر شک کا اظہار کیا.... لیکن نوجوان ایک وکیل بھی ہے.... لہٰذا وہ ان کے رعب میں نہ آیا.... انسپکٹر لاش اٹھا کر لے گیا.... تیسرے دن یعنی آج نوجوان نے انسپکٹر چنگیز خان سے فون پر اس لاش کے بارے میں پوچھا.... تو انسپکٹر نے بتایا کہ کوئی لاش کی تلاش میں تھانے نہیں آیا.... لہٰذا اس نے اسے دفن کرا دیا ہے۔"

"اچھا تو پھر۔"

"نوجوان کا کہنا ہے کہ اگر وہ لاش لاوارث تھی.... تو اس کی تصاویر اخبارات کو دی جانی چاہئیں تھیں.... تاکہ اس کا عزیز تصاویر کو دیکھ کر وہاں آتا اور شناخت کرتا.... لیکن انسپکٹر نے ایسا نہیں کیا.... چنانچہ اس نوجوان نے ہم سے رابطہ کیا تھا۔ اس نے ہمیں صورت حال بتائی.... تو ہم تھانے گئے.... انسپکٹر سے ملے.... لاش نکلوائی.... تاکہ اخبارات میں اشتہار دے سکیں.... اس کی تصویر چھپے اور کوئی اسے شناخت کرنے کے لیے آسکے...."

"ٹھیک کیا۔" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہم آج کے اخبارات میں اشتہار دے رہے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک.... لیکن اس میں الجھن والی کیا بات ہے۔"

"نوجوان نے ہمیں بتایا تھا کہ لاش کے گلے میں ایک لاکٹ بھی تھا.... ہم نے انسپکٹر صاحب سے وہ لاکٹ طلب کیا.... اس نے

سیف میں سے لاکٹ نکال کر دے دیا.... لیکن۔" محمود کہتے کہتے رک گیا۔

"لیکن کیا؟"

"لیکن.... لاش کی جو تصاویر لی گئی تھیں.... اس میں لاکٹ کی جو تصویر نظر آئی ہے.... وہ اس لاکٹ سے مختلف ہے.... جو انسپکٹر نے ہمیں دیا ہے۔"

"کیا مطلب۔" انسپکٹر جمشید نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں.... تصویر والا لاکٹ اور انسپکٹر کا دیا ہوا لاکٹ بالکل مختلف ہیں.... دونوں ایک جیسے نہیں ہیں۔"

"اوہ.... تب تو پھر تمہیں انسپکٹر سے ملنا چاہیے۔"

"ہم تھانے گئے تھے ابھی ابھی.... وہ وہاں نہیں ملے.. اب ہم اس کے گھر جا رہے ہیں.... راستے میں ہیں.... لیکن فرزانہ الجھن محسوس کر رہی ہے۔"

"اس کی الجھن بجی ہے.... مجھے بھی اس معاملے میں کوئی خاص گڑبڑ محسوس ہوتی ہے۔"

"تب پھر.... ہم کیا کریں۔"

"انسپکٹر سے ملنا پڑے گا.... اس سے پوچھنا ہوگا.... جا کر یہ کیا چکر ہے.... لاش کے گلے سے ملنے والا اصل لاکٹ کہاں ہے۔"

"تو پھر ہم وہاں جا رہے ہیں.... انسپکٹر چنگیز خان مون روڈ پر رہتا ہے۔"

"ٹھیک ہے.... وہاں کوئی خاص بات پیش آئے تو فون کر دینا.... ویسے میں آج دفتر میں بہت مصروف ہوں۔"

"ہم کوشش کریں گے کہ آپ کو پریشانی نہ ہو۔"

"بہت بہت شکریہ۔" وہ مسکرائے۔

محمود نے فون بند کر دیا.... اسی وقت وہ ایک موڑ مڑے.... اور مون روڈ پر آ گئے.... 14 نمبر کوٹھی تلاش کرنے میں انہیں کوئی دقت نہ ہوئی.... محمود نے کار سے اتر کر دستک دی.... دس گیارہ سال کی ایک بچی باہر نکلی:

"انسپکٹر چنگیز خان۔"

"جی ہاں.... یہی گھر ہے۔"

"ہمیں ان سے ملنا ہے۔"

"آئیے.... میں آپ کو ڈرائنگ روم میں بٹھا دیتی ہوں.... پھر انہیں بھیج دوں گی.... ویسے تھوڑی دیر پہلے ہی تھانے سے آئے ہیں اور کافی تھکے تھکے لگ رہے ہیں۔"

"اوہ.... تب تو ہمیں افسوس ہے.... لیکن ہمیں بہت ضروری کام ہے۔"

"اچھی بات ہے۔"

لڑکی انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر چلی گئی.... وہ ڈرائنگ روم کا جائزہ لینے لگے.... ہر چیز سے فضول خرچی ٹپک رہی تھی.... جیسے ضرورت سے بہت زیادہ خرچ کیا گیا ہو۔

"معلوم ہوتا ہے.. انسپکٹر صاحب خوب رشوت لیتے ہیں۔"

"یہ بات تو اس لاش کو دفن کرانے سے بھی معلوم ہو جاتی ہے۔" فرزانہ بولی۔

"کک.... کیا مطلب؟"

"جب لاش انسپکٹر صاحب اٹھا لائے تو کسی نے ان سے خفیہ ملاقات کی.... اور اس نے کہا کہ اتنی رقم لے لو.... لاش کو جلدی سے دفن کرا دو.... اس نے ایسا ہی کیا.... یہی وجہ ہے اس نے اخبارات میں اشتہارات نہیں دیے۔" فرزانہ پرجوش انداز میں کہتی چلی گئی۔

"اوہ.... اوہ۔" دونوں ایک ساتھ بولے۔

ایسے میں انہوں نے دوڑتے قدموں کی آواز سنی.... انہوں نے دیکھا۔ لڑکی بے تحاشہ دوڑتی ہوئی ان کی طرف آ رہی تھی.... اس کے چہرے پر بے پناہ خوف تھا.... اور بدن میں تھرتھری.... اندر آتے ہی وہ دھڑام سے گری اور بے ہوش ہو گئی۔
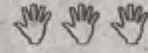
☛.... عنوان

وہ گھبرا گئے.... جلدی سے اس لڑکی پر جھک گئے.... جونہی اسے ہلایا جلایا، اس نے آنکھیں کھول دیں:

"وہ.... وہ ڈیڈی.... ڈیڈی۔" اس نے چیخ کر کہا۔

"کیا ہوا آپ کے ڈیڈی کو۔"

وہ اچھل کر کھڑی ہو گئی.... ہاتھ سے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور اندر کی طرف دوڑ پڑی.... پھر ایک کمرے میں داخل ہو گئی.... جونہی وہ دروازے پر پہنچے.... زور سے اچھلے.... اندر انسپکٹر چنگیز خان کی لاش پڑی تھی.... خون اس کے سینے سے ابل کر فرش کو سرخ کر چکا تھا.... اس کی آنکھیں مارے خوف کے پھیلی ہوئی تھیں.... یوں لگتا تھا جیسے وہ قاتل کو دیکھ کر خوف زدہ ہو گیا ہو.... اور اسی وقت قاتل نے فائر کر دیا ہو۔

"اف مالک.... یہ.... یہ کیا ہوا۔"

"ڈڈ.... ڈیڈی۔" لڑکی چیخ اٹھی اور پھر اندر کی طرف دوڑ گئی.... پہلی مرتبہ وہ انہیں بتانے کے لیے ڈرائنگ روم کی طرف دوڑ آئی تھی.... اب شاید اپنی والدہ کو بتانے کے لیے دوڑی تھی.... گھر

میں انہیں اب تک اس بچی کے سوا کوئی نظر نہیں آیا تھا۔

"میرا خیال ہے.... پہلے میں انکل اکرام کو فون کر دوں۔" محمود نے کہا۔

دونوں نے سر ہلا دیے.... فون کرنے کے بعد انہوں نے بغور لاش کا معائنہ شروع کیا.... لاش کے پیر دروازے کی طرف تھے اور سر دروازے کے سامنے والی کھڑکی کی طرف تھا.... کھڑکی میں سلاخیں لگی ہوئی تھیں.... لیکن فائر کرنے کے لیے یہ کھڑکی قاتل کے لیے ایک سنہری چیز تھی.... قاتل کھڑکی کی دوسری طرف موجود تھا.... جونہی انسپکٹر اندر داخل ہوا.... اس نے فائر کر دیا.... اور وہ وہاں سے چلتا بنا.... اس کا یہ بھی مطلب تھا کہ پستول بے آواز تھا.... ورنہ گھر کے افراد کو اسی وقت خبر ہو جاتی.... اور گولی لگنے پر اس کے منہ سے شاید چیخ بھی نہیں نکل سکی تھی.... کمرے میں کسی کے جوتوں کے نشانات بھی نہیں تھے....

"فاروق.... ذرا باہر جا کر اس کھڑکی سے نیچے جوتوں کے نشانات چیک کرو۔" محمود نے کہا۔

"اچھی بات ہے۔" فاروق بولا اور تیز تیز قدم اٹھاتا چلا گیا۔

پھر وہ کھڑکی کی دوسری طرف نظر آیا.... ایسے میں انہوں نے ایک عورت کے رونے کی آواز سنی.... وہ دروازے میں آ کر رک گئی تھی۔

"آ جائیں محترمہ.... ہم کم عمر ہیں۔" محمود نے کہا۔

عورت آنسو بہاتی اندر آ گئی اور زور زور سے رونے لگی:

"محترمہ.... محترمہ.... ایسے نہ روئیں.... خاموشی سے آنسو بہائیں.... حضور نبی کریم ﷺ نے بین کرنے سے منع فرمایا ہے۔"

لیکن اس نے جیسے سنا ہی نہیں....

"ایسے مرنے والے کو تکلیف ہو گی...."

وہ اب بھی نہ رکی.... آخر محمود نے کہا:

"کیا کچھ دیر پہلے ان سے کوئی ملنے کے لیے آیا تھا؟"

"جی.... جی.... نہیں.... کوئی نہیں آیا.... بس آپ آئے ہیں۔"

"ہوں اچھا خیر.... فاروق اس کھڑکی کے دوسری طرف کیا ہے۔"

"گلی...." اس نے بتایا۔

"کیا یہاں کسی کے جوتوں کے نشانات ہیں۔"

"ہاں! ہیں.... تازہ نشانات.. یہاں زمین گیلی اور نرم ہے.... لہٰذا نشانات بہت صاف ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے.... قاتل اپنے جوتوں کے نشانات چھوڑ گیا ہے۔"

"لیکن کیا فائدہ.... وہ واپس جا کر اپنے جوتے تبدیل کر لے گا اور ان جوتوں کو ضائع کر دے گا۔"

"دیکھا جائے گا...."

پھر وہاں اکرام آگیا.... اس نے اپنا کام شروع کیا.... اس دوران وہ اکرام کو تفصیل سناتے رہے....

"جسم گرم ہے.... اس کا مطلب ہے.... تم لوگوں کے آنے سے کچھ دیر پہلے قاتل نے اپنا کام کیا ہے۔"

"ہاں! اس کا مطلب ہے.... اسے یہ معلوم تھا کہ موت اس کے سر پر منڈلا رہی ہے.... ورنہ وہ خبردار ہوتا.... جب وہ اپنے کمرے میں آیا تو ہو سکتا ہے.... کھڑکی بند رہی ہو.... قاتل نے کھڑکی پر دستک دی.... اس نے کھڑکی کھول دی.... اور قاتل نے فوراً ہی سینے پر فائر کر دیا... پستول بے آواز تھا.... کسی کو کانوں کان پتا نہ چلا۔"

"لیکن سوال یہ ہے کہ کسی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"پولیس والوں کے بے شمار دشمن ہوتے ہیں۔" اکرام نے کہا۔

"لیکن انکل.... میرا خیال ہے.... یہ قتل اس لاش کے سلسلے میں ہوا ہے.... لاش کے گلے میں ایک لاکٹ تھا.... انسپکٹر چنگیز خان نے اس لاکٹ کو تبدیل کر دیا تھا۔"

"کیا مطلب؟" اس کی بیوی بہت زور سے اچھلی.... وہ ایک طرف بیٹھی ان کی باتیں غور سے سن رہی تھی۔

"کیوں.... کیا آپ کو کسی لاکٹ کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔"

"پرسوں بتا تو رہے تھے کہ ایک لاکٹ ہاتھ لگا ہے.... اس

کے بہت اچھے پیسے ملیں گے۔"

"اوہ.... اوہ.... سوال یہ ہے کہ وہ لاکٹ کہاں ہے.... اور اگر وہ انہوں نے کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا تو وہ رقم کہاں ہے.... ہمیں ان کے کمرے کی بھی تلاشی لینا ہو گی انکل۔"

"اچھی بات ہے۔"

انہوں نے تلاشی لی.... نہ لاکٹ ملا، نہ رقم۔

"اس بات کا امکان ہے کہ وہ نامعلوم شخص ان سے لاکٹ لینے کھڑکی کی طرف آیا ہو گا.... انہوں نے لاکٹ اسے دے دیا.... اور اس نے رقم کے بجائے انہیں گولی دے ماری۔" فرزانہ بول اٹھی۔

"اوہ ہاں فرزانہ.... یہ بات ممکن ہے۔" اکرام چونکا۔

"سوال یہ ہے کہ وہ لاش کس کی ہے۔"

"کل کے اخبارات میں پوری تفصیل شائع کر رہے ہیں.. کوئی نہ کوئی عزیز، رشتے دار یا دوست، واقف.... کچھ تو بتائے گا۔" محمود نے کہا۔

پھر وہ گھر لوٹ آئے.... اس وقت تک انسپکٹر جمشید دفتر سے آ چکے تھے۔ انہوں نے پوری کہانی سنائی....

"ٹھیک ہے.... تمہاری کارروائی درست رہی.... کل کے اخبارات بازار میں آنے تک اس کیس میں اب کچھ نہیں ہو سکتا.... انسپکٹر چنگیز خان تو صرف لالچ کے تحت مارا گیا.... شاید وہ لاکٹ بہت قیمتی تھا.... اس نے کسی سے اس کا سودا کیا.... اور کہا کہ وہ گھر آ جائے،

آکر کھڑکی پر دستک دے.... وہ کھڑکی کھول دے گا.... لاکٹ دے
دے گا اور رقم لے لے گا.... ہو سکتا ہے.... اس قسم کے بے ایمانی
کے کام انسپکٹر چنگیز خان پہلے بھی کرتا رہا ہو.... اور اگر وہ ایسے کام پہلے
کرتا رہا ہے.... تو اس سے ایسی چیزیں لینے والا کوئی مستقل آدمی ہو گا..
اس لیے اسے اطمینان تھا کہ وہ دھوکا نہیں کرے گا.... لاکٹ وصول
کر کے نوٹ دے دے گا۔" انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"گویا ہمیں چوری کا مال خریدنے والے کا سراغ لگانا ہو گا....
کیونکہ وہ لاکٹ اس کے پاس ہے.... اور وہی اس کا قاتل ہے۔"

"بہت خوب.... تب تم یہ کام اسی وقت شروع کر دو۔"
انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اسے کہتے ہیں.. آ بیل مجھے مار۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"ہاں! کہتے تو اسے ہی ہیں.... لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔"
محمود نے بے چارگی کے عالم میں بولا۔

اور پھر وہ گھر سے نکل آئے.... انسپکٹر جمشید آرام کے موڈ
میں تھے.... انہوں نے یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ انہیں یہ کام کہاں سے
شروع کرنا چاہیے.... گویا انہیں کھلی چھٹی دے دی تھی....

"اب ہم کیا کریں.... کہاں سے شروع کریں۔"

"میرا خیال ہے.... اس سلسلے میں انکل اکرام کوئی مفید
مشورہ دے سکتے ہیں.... ایسے لوگوں کا انہیں تجربہ ہے.... اور ہم
انکل خان رحمان سے بھی کام لے سکتے ہیں.... ان کے پاس ہیرے

ہیں۔" فرزانہ نے مشورہ دیا۔

"بہت خوب! کرو پھر فون۔"

سب انسپکٹر اکرام کے نمبر ڈائل کیے گئے....

"ہاں، محمود.... اب کیا مسئلہ ہے۔"

"کوئی ایسا شخص یا پارٹی آپ کی نظر میں ہے.... جو چوری کا
مال خریدتی ہو۔"

"لیکن ایسا شخص کیوں اقرار کرنے لگا کہ میں یہ کام کرتا
ہوں.... وہ تو اپنے خاص لوگوں سے مال خریدتے ہیں اور خاص لوگوں
کو فروخت کرتے ہیں۔"

"آپ صرف نام پتا بتا دیں.... باقی کام ہمارا ہو گا۔"

"ضرور کیوں نہیں.... شہر میں ایک پارٹی ہے.... جو یہ کام
کرتی ہے.... لیکن پولیس آج تک یہ بات ثابت نہیں کر سکی.... اور
اس پارٹی کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ یہ بات پولیس ثابت کر دے اور اسے
گرفتار کر لے۔"

"آخر کیوں.... ان کے کام کرنے کا طریقہ کیا ہے کہ وہ
پکڑے نہیں جاتے۔"

"وہ معاملے پر گہری نظر رکھتے ہیں.... کسی پر اعتبار نہیں
کرتے.... اور اپنے جرم کا کوئی ثبوت نہیں چھوڑتے۔"

"چلیے نام بتا دیں۔"

"ظاہر میں ان کا کام کرنسی تبدیل کرنے کا ہے.... یعنی ڈالر

لے کر ملکی روپیہ دے دیں گے... یا وہ ملکی روپیہ لے کر ڈالر یا دوسرے ملکوں کی کرنسی دے سکتے ہیں.... یہ کام تو ہے قانونی.... بلکہ عوام کی آسانی کے لیے ایسی دکانیں نہیں تو اور کئی ہونی چاہئیں.... لیکن اندر خانے، وہ غیر قانونی کام کرتی ہیں.... مثلاً ایک تو یہی.... چوری کا مال خرید کر اس کو مارکیٹ میں بالکل نیا بنا کر رکھ دیتے ہیں.... اس طرح ایک تو اس چیز کے پیسے پورے ملتے ہیں.... دوسرے کسی کو کوئی شکایت نہیں ہوتی۔"

"واہ.... بہت خوب! پتا ہو جائے ذرا اس پارٹی کا۔"

"توہر اسنز۔ 319 شی مارکیٹ۔"

"شکریہ.... انکل۔"

وہ فوراً خان رحمان کے گھر پہنچے.... جونہی دستک دی.... ظہور نے دروازہ کھول دیا:

"یہ کیا انکل ظہور... کیا آپ دروازے پر ہی کھڑے تھے۔"

"ہاں! خان صاحب نے سزا تبدیل کر دی.... اور مجھے یہ سزا ایک آنکھ نہیں بھائی۔"

"کک.... کون سی سزا۔"

"بس یہ کہ دروازے کے اندر کی طرف کھڑے رہو.... کوئی ملاقاتی آئے تو فوراً دروازہ کھول دو۔"

"یہ تو بہت آسان ڈیوٹی ہے۔"

"آسان ضرور ہے.... لیکن کس قدر بور ہے، یہ بھی تو

سوچیں۔ جب کہ ہانڈیاں جلانا اور سوٹ جلانا بہت دلچسپ کام ہے۔"

"یہ آپ نے کیا کہا.... دلچسپ کام ہے.... یا سراسر نقصان وہ کام۔"

"دلچسپ۔" ظہور نے منہ بنایا۔

"اچھا خیر.... ہم آپ کی سفارش کریں گے کہ آپ کو پھر سوٹ جلانے اور ہانڈیاں جلانے پر لگا دیا جائے۔"

"کیا واقعی۔" وہ چہکا۔

"ہاں! بالکل۔"

"آیئے پھر اندر.... وہ آپ کا انتظار ہی کر رہے ہیں۔"

"کک.... کیا مطلب.... ہمارا انتظار.... وہ کیوں؟"

"وہ اس لیے کہ... کہ مجھے نہیں معلوم... آپ آئیں بس۔"

وہ اس کے ساتھ خان رحمان کے کمرے میں داخل ہوئے.. انہیں دیکھتے ہی خان رحمان چلائے:

"وہ مارا.... آ گئے.... تھا جن کا انتظار۔"

"آخر آپ کو ہمارا انتظار کیوں تھا۔" محمود نے پریشان ہو کر کہا۔

"پپ پتا نہیں۔" خان رحمان ہکلائے۔

"جی.... کیا کہا.... پتا نہیں.... یہ کیا بات ہوئی۔"

"ہاں! پتا نہیں مجھے تم لوگوں کا انتظار کیوں تھا۔"

"یہ تو آج آپ نے حد درجے حیرت انگیز بات کہہ دی۔"

”اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔“

”گویا آپ کو واقعی یہ نہیں معلوم کہ آپ ہمارا انتظار کیوں کر رہے تھے۔“

”لو ہو.... بھئی... اگر مجھے معلوم ہوتا تو بتا نہ دیتا.... ویسے یہ بات پہلی بار ہوئی ہے۔“ انہوں نے جھلا کر کہا۔

”خیر خیر .... جب معلوم ہو جائے .... بتا دیجئے گا .... فی الحال آپ کو ایک ان پڑھ سیٹھ کا روپ دھارنا ہے۔“

”کک .... کیا .... ان پڑھ سیٹھ۔“

”جو اپنے ہیرے فروخت کرنا چاہتا ہے۔“

”سوری .... میں اپنے ہیرے فروخت نہیں کر سکتا۔“

”لو ہو انکل سمجھنے کی کوشش کریں۔“

”سمجھنے کی کوشش کے بعد بھی میں یہ کام نہیں کروں گا۔“ انہوں نے جھلا کر کہا۔

”آپ پہلے سن تو لیں۔“

محمود نے جل کر کہا اور پھر ان کے کان میں اپنا پروگرام بتانے لگا.... پورا پروگرام سن کر انہوں نے فوراً دانت نکال دیے۔

”بھئی واہ.... یہ تو مزے کا پروگرام ہے۔“

”ہے نا... یہی ہمارا خیال تھا.. آپ بس ذرا سیٹھ بن جائیں... سیٹھوں جیسے کپڑے پہن لیں .... ریڈی میڈ میک اپ ہم آپ کا کر دیتے ہیں۔“

”تم تو بنا دو گے مجھے ان پڑھ۔“ وہ گھبرا گئے .... اور وہ مسکرا دیے۔

پھر انہوں نے اپنے چہروں پر بھی میک اپ کیا... اور آخر شی مارکیٹ پہنچے.... یہ پوری مارکیٹ سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کی دکانوں کی مارکیٹ تھی.... اور اس مارکیٹ میں سب سے بڑی دکان بوہرا سنز ہی تھی.... پوچھنے پر فوراً بتا دیا گیا کہ دکان کس طرف ہے.... دکان کے سامنے کاریں پارک کرنے کے لیے بہت بڑی جگہ تھی.... اور دکان ہوٹل نما تھی .... کئی باڈی گارڈ چوکس کھڑے تھے .... ان لوگوں پر نظر پڑتے ہی باڈی گارڈ اور ہوشیار نظر آنے لگے:

”کیا ہم انہیں چور یا ڈاکو نظر آ رہے ہیں۔“ خان رحمان نے جھلا کر کہا۔

”نہیں انکل.... یہ ان کی ڈیوٹی ہے۔“

”اوہ اچھا خیر....“

کار سے اتر کر وہ دروازے کی طرف بڑھے .... پوری دکان شیشے کی بنی ہوئی تھی... کہیں کوئی اور چیز استعمال نہیں کی گئی تھی... انہیں بہت حیرت ہوئی .... کیونکہ ایسی دکانیں تو مضبوطی کے لحاظ سے لوہے کی ہونی چاہییں .... شیشے کی دکان بہت کمزور ہوتی ہے.... تاہم آگے بڑھنے پر انہیں معلوم ہوا.... ہم پروف شیشہ استعمال کیا گیا تھا.... دروازے پر انہیں روک لیا گیا....

”اندر داخل ہونے سے پہلے آپ کو اپنے شناختی کارڈ دکھانا

ہوں گے۔"

وہ چکرا گئے.... انہیں یہ بات معلوم نہیں تھی.... اور اس وقت میک اپ میں تھے.... جب کہ ان کے کاغذات پر ان کی تصاویر تھیں۔

.... عنوان

اچانک فرزانہ مسکرائی.... اور بولی:

"دراصل ہم اس وقت میک اپ میں ہیں.... کچھ لوگوں سے بچنے کے لیے ہم نے یہ روپ دھارا ہے.... اس لیے کاغذات پر تو وہ چہرے ہوں گے نہیں۔"

"اس صورت میں آپ اندر نہیں جا سکتے.... دائیں طرف مڑ جائیں.... دروازے کے سراغ رساں مسٹر آسان خان سے مل لیں، اگر ان کا اطمینان ہو گیا تو وہ آپ کو اجازت کا کارڈ دے دیں گے۔"

"کک.... کیا کہا جناب.... اجازت کا کارڈ۔" فاروق نے بوکھلا کر پوچھا۔

"ہاں! کیوں.... آپ کو کیا ہوا؟" ایک محافظ نے چونک کر پوچھا۔

"کک.... کچھ نہیں۔" وہ یہ کہتے کہتے رک گیا کہ یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے.... اس لیے کہ یہ موقع اس جملے کا نہیں تھا۔

"ہاں! وہ آپ کو کارڈ دیں گے.... پھر آپ آئیے گا اس طرف۔"

"آئیں بھئی چلیں.... اس طرف۔" خان رحمان نے منہ بنایا۔

پھر وہ سراغ رساں کے دفتر میں داخل ہوئے.... وہ اخبار میں گم تھا.... ان کے اندر داخل ہونے پر بھی وہ نہ ہلا....

"جناب! کیا کوئی بہت دلچسپ چیز پڑھ رہے ہیں۔"

"اس میں شک نہیں۔" اس نے ان کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

"لیکن اس میں بھی تو کوئی شک نہیں۔" فاروق بول اٹھا۔

"کک.... کس میں۔" اب اس نے ان کی طرف دیکھا۔

"کہ ہم آپ کے دفتر میں آچکے ہیں۔"

"اوہ ہاں! فرمائیے.... کیا خدمت کر سکتا ہوں۔"

"ہمیں کچھ ہیرے دکھانے ہیں۔"

"تو دکھائیے اندر جاکر۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"دراصل ہم اس وقت میک اپ میں ہیں.... ہمیں اپنے چند دشمنوں سے خطرہ تھا، اس لیے گھر سے حلیہ تبدیل کر کے چلے تھے.. دروازے پر ہم سے کارڈ مانگے گئے تو ہم نے یہ بات انہیں بتادی، انہوں نے ہمیں آپ کے پاس بھیج دیا۔"

"تب تو انہوں نے ٹھیک کیا.... آپ لوگ اپنے کارڈ دکھادیں...."

اب وہ کیا کرتے.... مجبور تھے.... لہٰذا کارڈ اس کے سامنے رکھ دیے.... اس نے ان کے نام پڑھے.... پتے نوٹ کیے پھر انہیں

گھورتا ہوا بولا:

"ان کا پتا اور ہے.... آپ کا اور.... یہ کیا بات ہوئی۔"

"یہ ہمارے انکل ہیں۔"

"آپ ہیرے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔"

"جی.... جی ہاں۔"

"شکریہ.... پہلے آپ وہ ہیرے مجھے دکھائیں۔"

"جی اچھا۔" خان رحمان نے کہا اور اپنا بریف کیس کھول دیا۔

اس میں ہیرے بہت سلیقے سے سجے ہوئے تھے.... سراغ رساں کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی اور چہرے پر حیرت دوڑ گئی۔

"اتنے بہت سے ہیرے.... کیا یہ نقلی ہیں۔" وہ چلا اٹھا۔

"کیا بات کرتے ہیں۔" خان رحمان نے برا مان گئے۔

"تب آپ کے پاس اتنے ہیرے آئے کہاں سے؟"

"میری ہیروں کی کانیں ہیں۔"

"آپ پہلے تو کبھی یہاں نہیں آئے۔"

"ہیرے خریدنے کے شوقین لوگ خود میرے پاس آجاتے ہیں.... مجھے نہیں جانا پڑتا کہیں۔"

"پھر اب کیوں آئے ہیں۔" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"ضرورت ایجاد کی ماں ہے نا جناب۔" فاروق نے فوراً بات بنائی۔

"اچھا خیر.... پہلے میں اطمینان کر لوں.... یہ اصل ہیں یا

نقل۔"

"ضرور.... کیوں نہیں۔"

اس نے ایک ہیرا نکالا اور اس کو عدسے کی مدد سے دیکھنے لگا۔۔
پھر اس کو جگہ پر رکھ کر دوسرے کو دیکھنے لگا، وہ گھبرا گئے۔

"کیا آپ اس طرح تمام ہیرے چیک کریں گے جناب۔"
خان رحمان بولے۔

"کیوں! کیا بات ہے۔"

"اس طرح تو بہت دیر لگ جائے گی۔"

"بس ایک آدھ اور۔"

"اچھا... خیر۔" محمود نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔ کیونکہ
وہ کارڈ نہ دیتا تو وہ اندر نہیں جا سکتے تھے.... آخر اس نے کہا:

"ٹھیک ہے.... اطمینان ہو گیا.... اکثر لوگ یہاں میک اپ
میں آتے ہیں.... حفاظت کی خاطر.... لہٰذا آپ لوگوں پر کوئی شک
نہیں رہ گیا.... یہ لیں کارڈ۔"

اس نے کارڈ پر دستخط کر دیے.... وہ کارڈ لیے پھر دروازے
پر آئے۔

"یہ لیں جناب۔"

"تو مل گیا آپ کو کارڈ۔"

"جی بس.... آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے۔" خان رحمان نے
اپنی عادت کے مطابق کہا۔

"نن نہیں تو.... ہم نے تو آپ کے لیے کوئی دعا نہیں کی۔"

"اوہ اچھا خیر.... اب کر دیجئے گا.... کیا اب ہم اندر جا سکتے
ہیں۔"

"ہاں! کیوں نہیں.... فروخت کا سیکشن بائیں طرف ہے....
لہٰذا آپ بائیں طرف جائیں.... خریدنے کے لیے آنے والے دائیں
طرف جاتے ہیں۔"

"اوہ اچھا شکریہ۔"

وہ اندر داخل ہونے کے بعد بائیں طرف مڑ گئے.... وہاں
کئی کاؤنٹر بنے تھے.... ہر کاؤنٹر پر دو چار آدمی بیٹھے نظر آئے.... وہ اپنے
ہیرے دکھا رہے تھے.... وہ بھی اپنی باری کے انتظار میں بیٹھ گئے....
آخر کار ان کی باری آئی....

"ہاں جناب دکھائیے.... آپ کے پاس کیا ہے۔"

"انہوں نے اپنا بریف کیس کھولا ہی تھا کہ اس کاؤنٹر پر اندر
لگا ایک سرخ بلب جلنے لگا.... وہ چونک اٹھا.... انہیں گہری نظروں
سے دیکھا.... پھر ہیرے اٹھا کر دیکھنے لگا.... اس کے چہرے پر
گھبراہٹ کے آثار تھے....

"کیا یہ سب کے سب آپ فروخت کرنا چاہتے ہیں۔"

"کرنا چاہتے ہیں یا نہیں.... آپ صرف یہ بتائیں.... آپ
خریدنا چاہتے ہیں یا نہیں۔" محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔"

"اس بات کے جواب میں ہم بھی کہہ سکتے ہیں.... یہ کیا بات ہوئی۔"

"خیر.... ہم ان میں سے صرف ایک دو ہیرے خرید سکتے ہیں۔" یہ کہہ کر اس نے دو چھوٹے ہیرے نکال لیے....

"بس.... صرف یہ۔" خان رحمان نے منہ بنایا۔

"کیوں جناب.... کیا ہوا۔"

"میں نے تو سنا تھا.... شہر کی سب سے بڑی دکان ہے یہ.... اور ہیرے آپ صرف دو خرید رہے ہیں.... وہ بھی چھوٹے چھوٹے۔"

"دراصل آج کی خریداری ہم کر چکے ہیں.... اب مکمل خریداری کل شروع ہو گی.... آپ بے شک کل آجائیں.... یہ سب کے سب خرید لیں گے۔"

"ٹھیک ہے.... پھر آپ یہ دو بھی رہنے دیں.... ہم کل ہی آجائیں گے۔"

"یہ لیں.... اور کل آجائیں...." اس نے مسکرا کر کہا۔

وہ باہر نکل آئے....

"یہ تو کچھ بھی نہیں ہوا...."

"پروا نہ کریں.... ہو جائے گا۔" فاروق نے فوراً کہا۔

"کک.... کیا ہو جائے گا۔" خان رحمان نے اسے گھورا۔

"کچھ۔" فاروق بولا۔

"حد ہو گئی.... اب تم میرا بھی مذاق اڑاؤ گے۔"

"جی.... جی نہیں.... ایسا پروگرام تو نہیں ہے.... سوچے سمجھے بغیر اڑ جائے تو کہہ نہیں سکتا۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"کیا کہا.... دماغ تو نہیں چل گیا۔" خان رحمان جھلا اٹھے۔

اور وہ مسکرانے لگے.. کیونکہ یہ جھلانا بھی تو پیار کا جھلانا تھا...

"انکل.... آج رات ہم آپ کے گھر سوئیں گے۔"

"بھئی واہ.... یہ تو بہت مزے کی بات ہے۔"

"آپ نے وجہ نہیں پوچھی۔"

"بھلا ایسی مزے کی بات کی بھی کوئی وجہ پوچھی جاتی ہے۔"

"نہیں.... بس.... آپ پوچھ لیں.... پھر نہ کہیے گا.... بتایا نہیں۔"

"خیر.... بتا دو وجہ۔" وہ بولے۔

"آج رات آپ کے یہ ہیرے اڑانے کا پروگرام ہے۔"

"کک.... کیا مطلب.... کیا کہا۔" وہ بوکھلا اٹھے۔

"ہاں! آپ کے ہیرے چرا لیے جائیں گے۔"

"نن نہیں.... تب پھر میں اپنے گھر نہیں جاؤں گا.... تم لوگوں کے ساتھ چلتا ہوں۔"

"اوہو انکل.... آپ سمجھے نہیں.... ہم تو چاہتے ہیں.... آپ کا بریف کیس چوری ہو جائے۔"

"پاگل ہوئے ہو۔" وہ چیخ پڑے۔

"ہم تجربے کے طور پر یہ کام کریں گے.... یعنی ان لوگوں

کو چوری کا موقع دیں گے ....“

”لیکن پھر .... میرے ہیرے واپس کیسے ملیں گے۔“

”اوہو .... انکل .... اصل ہیرے چوری نہیں ہوں گے .... نقلی ہوں گے۔“

”دھت تیرے کی .... اب سمجھا۔“ خان رحمان نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

”لیکن بہت دیر میں سمجھے۔“

”تو کیا ہوا .... تم نے سنا نہیں .... دیر آید .... درست آید۔“ وہ مسکرائے۔

”جی ہاں .... یہ بھی سنا ہے ہم نے۔“ وہ ہنس دیے۔

پھر خان رحمان کے گھر پہنچ کر انہوں نے بریف کیس کے تمام ہیرے تبدیل کر دیے .... خان رحمان کے پاس نقلی ہیرے بھی بے تحاشہ تھے .... اصل ہیرے خفیہ خانے میں رکھ دیے گئے .... رات کو ایک بجے کے قریب انہوں نے چند سایوں کو اندر داخل ہوتے دیکھا .... پھر وہ ایک ایک کمرے کی تلاشی لیتے نظر آئے .... آخر وہ ان کے کمرے میں داخل ہوئے .... یہاں خان رحمان اور ان کی بیگم گہری نیند کے مزے لیتے نظر آئے .... یہ اور بات ہے کہ خان رحمان جاگ رہے تھے اور باہر محمود، فاروق اور فرزانہ ان سایوں کی فلم بنا رہے تھے ....

آخر وہ سائے بریف کیس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے،

پھر وہ وہاں سے نکل گئے .... باہر اکرام کے دو ماتحت ان کا خفیہ تعاقب کرنے کے لیے بالکل تیار تھے .... انہوں نے ان لوگوں کا تعاقب وہاں تک کیا .... جہاں انہیں جانا تھا .... اس گھر کو ذہن میں رکھ کر وہ لوٹ آئے ....

”آج ہمیں پھر وہاں جانا ہے انکل۔“ محمود نے گویا انہیں خبر سنائی۔

”کک .... کیا مطلب؟“

وہ چونک اٹھے .... تینوں کے چہروں پر گہری مسکراہٹیں تھیں .... جلد ہی وہ بریف کیس سمیت گھر سے نکلے اور شی مارکیٹ پہنچے .... بوہرا سنز کے دروازے پر آج انہیں نہیں روکا گیا .... وہ سیدھے اس کاؤنٹر پر پہنچے اور کاؤنٹر مین کے سامنے رکھ کر بریف کیس کھول دیا۔

وہ بہت زور سے اچھلا .... اس کی آنکھوں میں خوف ہی خوف تھا۔
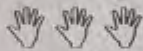
... عنوان

"کک .... کیا ہوا بھائی .... ہم نے تو آپ کو ہیرے دکھائے ہیں.... کوئی سانپ بچھو تو نہیں دکھائے۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"آپ.... آپ وہی ہیں نا.... جو کل آئے تھے۔"

"اس میں شک نہیں۔"

"ایک منٹ ٹھہریں جناب۔"

اب اس نے فون پر ایک بٹن دبایا پھر پراسرار انداز میں اس نے کہا:

"وہ آگئے ہیں سر۔"

دوسری طرف کا جواب سن کر اس نے کہا:

"یس سر...."

پھر اس نے ان کی طرف مڑتے ہوئے کہا:

"آپ بالکل سیدھے.... چلے جائیں.... سامنے ایک کمرہ نظر آئے گا.... جس پر منیجر لکھا ہوگا.... ان ہیروں کا سودا وہ کریں گے.... بڑا سودا ہے نا۔"

"بہت اچھا! ہم چلے جاتے ہیں.... لیکن آپ ہمیں دیکھ کر چونکے کیوں تھے۔"

"میرا خیال تھا کہ آپ نہیں آئیں گے۔"

"اور یہ خیال آپ کا کیوں تھا؟" محمود نے پوچھا۔

"یہ کاروباری اندازے ہیں جناب.... ان کی وجہ کیسے بتائی جاسکتی ہے.... بس یوں کہہ لیں.... یہ میرا اندازہ تھا اور یہ اندازہ میں نے اپنے تجربے کی روشنی میں لگایا تھا۔"

"آپ کے تجربے کی روشنی کتنے دولٹ کی ہے۔" فاروق نے پوچھا۔

"جی.... میں سمجھا نہیں۔"

"اور آپ سمجھیں گے بھی نہیں۔" فاروق مسکرایا۔

پھر وہ اس سمت میں چل پڑے.... جو اس نے بتائی تھی.... وہاں منیجر کا کمرہ نظر آیا۔ وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔

"آیئے آیئے.... تشریف رکھیے۔"

اندر شاہانہ کرسیاں بچھی تھیں۔

"دکھایئے جناب یہ اپنے ہیرے۔"

"یہ رہے۔" خان رحمان نے بریف کیس کھول دیا۔

منیجر کی آنکھوں میں حیرت دوڑ گئی....

"یہ.... یہ تمام ہیرے اپ کے اپنے ہیں۔"

"تو کیا ہم کسی دوسرے کے لائے ہیں۔" فاروق نے جلے

کٹے انداز میں کہا۔

"یقین نہیں آرہا۔"

"ہم ہیرے فروخت کرنے آئے ہیں.... یقین دلانے نہیں۔" محمود بولا۔

"لیکن ہمیں اپنا اطمینان تو کرنا پڑے گا.... یہ کوئی چھوٹا سودا نہیں.... کروڑوں کا سودا ہے۔"

"اس میں کیا شک ہے۔"

"میں اپنے دوست کے ذریعے چیکنگ کراؤں گا پہلے۔"

"ضرور.... کیوں نہیں۔"

"شکریہ۔" اس نے کہا اور پھر کسی کے نمبر ملا کر بات کرنے لگا....

"ہیلو.... کیا ہے.... جمال تابانی بات کر رہا ہوں.... ایک پارٹی آئی ہے.... اس کے پاس بہت زیادہ ہیرے ہیں.... اب آپ کی مدد کے بغیر میں اتنے ہیرے کیسے خرید سکتا ہوں.... لہٰذا مہربانی فرما کر آپ تشریف لے آئیں.... تاکہ ان حضرات کے بارے میں اطمینان ہو جائے...."

پھر دوسری طرف کا جواب سن کر اس نے فون بند کر دیا اور ان سے بولا:

"آپ کو چند منٹ کے لئے انتظار کرنا پڑے گا۔"

"کوئی بات نہیں.... اپنا تو کام ہی یہی ہے۔" فاروق کے منہ

سے نکل گیا۔

"کیا مطلب.... کیا کام ہے آپ کا۔"

"میرا مطلب ہے.... انتظار کرنا۔"

"آپ اوٹ پٹانگ باتیں کرنے کے عادی تو نہیں ہیں۔" اس نے فاروق کو گھورا۔

"کچھ لوگوں کا میرے بارے میں یہ خیال بھی ہے۔" وہ مسکرایا۔

اس کا منہ اور بن گیا....

"کیا انہیں ساتھ لانا ضروری تھا آپ کے لیے۔" وہ خان رحمان کی طرف مڑا۔

"کن کی بات کر رہے ہیں.... ان تینوں کی؟" خان رحمان نے پوچھا۔

"نہیں.... صرف ان صاحب کی۔" اس نے فاروق کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں! ضروری تھا.... اس کے بغیر مزا نہیں آتا۔" انہوں نے کہا۔

"آپ کو.... دوسروں کے لیے تو یہ مسئلہ بن جاتے ہوں گے۔"

"ہاں! یہ تو ہے۔"

"تب پھر آپ پرہیز کیا کریں.... اس لیے کہ پرہیز علاج

سے بہتر ہے۔"

"اب آپ ہمارا مذاق اڑانے پر اتر آئے ہیں۔" خان رحمان نے انہیں گھورا۔

"میں .... نہیں تو.... بالکل نہیں.... بلکہ ہرگز نہیں.... آپ کو خوش فہمی ہوئی ہے۔" منیجر نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"خوش فہمی یا غلط فہمی۔"

"پتا نہیں.... میں ان دونوں میں فرق نہیں کر سکتا۔"

"کن دونوں میں؟" خان رحمان بے خیالی کے عالم میں بولے

"جی خوش فہمی میں اور غلط فہمی میں۔" اس نے کہا۔

"آپ شاید ہمارے کان کاٹنے کے چکر میں ہیں۔" فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"جی نہیں.... ان میں ہیرے نہیں جڑے ہوئے۔" اس نے فوراً کہا۔

"آپ کا مطلب ہے.... اگر ان میں ہیرے جڑے ہوتے.... تو آپ ہمارے کان کاٹ لیتے۔"

"کاٹ لینے پر غور ضرور کرتا۔" وہ ہنسا۔

"آئیے انکل چلیں۔" فاروق اٹھ کھڑا ہوا۔

"ارے ارے.... کیا ہوا۔"

"کانوں میں ہیرے جڑوا کر آئیں گے.... تاکہ یہ غور کر سکیں۔"

انہیں ہنسی آگئی.... منیجر کا منہ بن گیا.... پھر دروازہ کھلا اور ایک پولیس آفیسر چھ کانسٹیبلوں کے ساتھ اندر داخل ہوا.... اس کے ہاتھ میں پستول تھا۔

"خبردار.... حرکت نہ کرنا۔"

"بہت بہتر.... ہمیں کیا ضرورت ہے.. حرکت کرنے کی۔"

"تابانی صاحب.... کہاں ہیں وہ ہیرے۔"

"یہ رہے.... بریف کیس میں۔"

اس نے بریف کیس کھول دیا.. پولیس آفیسر لڑکھڑا سا گیا۔

"ارے باپ رے.... یہ.... یہ کیا.... اتنے.... اتنے ہیرے۔"

"ابھی اور بھی ہیں.... میرے پاس تو ایسے...."

"اور ہیرے ہیں۔" محمود نے فوراً ان کا جملہ اچک لیا.. کیونکہ وہ کہنے لگے تھے.. میرے پاس تو ایسے اور کئی بریف کیس ہیں.. لیکن اس طرح انہیں شک ہو جاتا....

"میرا خیال ہے.... یہ لوگ جعل ساز ہیں.... یہ سب کے سب ہیرے جعلی ہیں۔"

"اسی لیے تو میں نے آپ کو فون کیا تھا۔" تابانی بولا۔

"آپ نے بالکل ٹھیک کیا.... ہم پہلے ان ہیروں کو کیمیائی طریقے سے چیک کریں گے.... پھر ان سے دو دو باتیں کریں گے۔"

"تو یہیں چیک کرالیں.... اور یہیں کر لیں دو دو باتیں۔"

"نہیں آپ کو ہمارے ساتھ پولیس اسٹیشن چلنا ہوگا۔"

"یہ.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔"

"اگر آپ شرافت سے چلیں گے تو ہتھکڑیوں کے بغیر لے چلوں گا.... ذرا اڑی کی تو پھر باقاعدہ ہتھکڑی۔" اس نے دھمکی دی۔

"آپ کی مرضی.... لے چلیں.... جہاں لے جانا۔"

"پولیس اسٹیشن.... اور کہاں لے جانا ہے۔"

وہ اٹھ کھڑے ہوئے.... اس وقت محمود نے جمال تابانی سے کہا:

"آپ سے ہم بعد میں ملاقات کریں گے.... پہلے ان سے فارغ ہولیں۔"

"بالکل بالکل۔" اس نے کہا.... جیسے کہہ رہا ہو.... اب نہ آئے آپ۔

وہ انہیں باہر لایا.... اور پولیس جیپ میں بٹھایا....

"آپ صرافہ بازار پولیس اسٹیشن کے انچارج ہیں۔" محمود نے پوچھا۔

"ہاں! بالکل۔"

"پہلے ہمارے کارڈ دیکھ لیں۔" یہ کہہ کر محمود نے ہاتھ جیب میں لے جانا چاہا.... لیکن اس کے ماتحت نے ہاتھ فوراً پکڑ لیا اور بولا:

"خبردار.... کوئی حرکت نہ کرنا۔"

"اوہو کیا ہو گیا ہے آپ کو.... میں جیب سے کارڈ نکال رہا

ہوں۔"

"ہم آپ کے کارڈ دیکھیں گے.... لیکن پولیس اسٹیشن چل کر۔" آفیسر نے کہا۔

"آپ کی مرضی.... آپ کا نام کیا ہے۔" فاروق بولا۔

"پولیس اسٹیشن چل کر۔" اس نے کہا۔

"بہت لمبا نام ہے۔" فاروق مسکرایا۔

"کیا مطلب...." وہ چونکا۔

"آپ نے اپنا یہی نام بتایا ہے نا.... پولیس اسٹیشن چل کر۔"

"ساری شوخی ہوا ہو جائے گی۔"

"کیا واقعی۔" اس نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اور نہیں تو کیا۔"

جب ساری شوخی ہوا ہو جائے گی تو ہمیں ضرور اطلاع دیجیے گا۔"

"اطلاع دینے کی کیا ضرورت... آپ بھی موجود ہوں گے۔"

"اوہو اچھا.... یہ تو بہت زیادہ اچھی بات ہے۔"

پھر وہ ایک عمارت میں داخل ہوئے.... لیکن یہ عمارت پولیس اسٹیشن ہرگز نہیں تھی.... یہ دیکھ کر وہ چونکے۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں.... ہمیں کہاں لے آئے ہیں.... یہ پولیس اسٹیشن تو نہیں۔"

"آپ کے لیے یہی پولیس اسٹیشن ہے۔" انسپکٹر مسکرایا۔

"تب پھر اب اپنا نام بتادیں.... کیونکہ آپ نے کہا تھا کہ پولیس اسٹیشن چل کر بتاؤں گا۔" فاروق مسکرایا۔

"اوہ ہاں.... واقعی.... میرا نام انسپکٹر قابیل ہے۔"

"کک.... کیا کہا.... انسپکٹر قابیل۔" محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! قابیل۔"

"یہ نام تو حضرت آدم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا تھا جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔"

"درست کہا۔"

"لیکن اس کے بعد یہ نام پھر کسی نے نہیں رکھا.... آج پہلی بار سنا ہے کسی کا یہ نام.... یعنی آپ کا۔"

"تم نے میرا نام پوچھا.... میں نے بتادیا.... اب اور کیا چاہتے ہو۔" اس نے برا سامنہ بنایا۔

"ہم بے چارے کیا چاہیں گے.... آپ اپنی کہیں۔"

"ہم کہہ چکے.... اور کیا کریں گے کہہ کر.... یہ بریف کیس اب ہمارا ہے.... اور اس بریف کیس کے بدلے میں موت تمہاری ہے...."

"واہ.... کیا خوب سودا نقد ہے.... اس ہاتھ دے اس ہاتھ لے.... کیا ہمارے ہاں کی پولیس اب یہ کام بھی خود کرنے لگی ہے.... میرا مطلب ہے.... مجرموں والا کام.... شاید شہر میں مجرم کم پڑ گئے

ہیں۔"

"اب اتنے ہیروں کو کون ہاتھ سے جانے دے۔"

"میں نے کہا تھا.... پہلے ہمارے کارڈ دیکھ لیں۔"

"بھئی کم از کم تم گورنر کے سالے تو ہو گے نہیں۔"

"ہاں ایسی بات ہے.... ہم گورنر کے سالے نہیں ہیں۔"

"بس تو پھر تم کوئی بھی ہو.... مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔"

"مطلب یہ کہ گورنر کے سالے سے کم پر آپ پریشان ہونے والے نہیں.... ہمارے کارڈ دیکھ کر آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔"

"ہرگز نہیں...."

"تب پھر میرا مشورہ ہے.... ایک نظر دیکھ لیں۔"

"لاؤ دیکھ لیتا ہوں.... نکالو۔" اس نے اکڑ کر کہا۔

محمود نے کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیے.... اس نے ان کو پڑھا.... پھر زور سے اچھلا.... اس کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

"کیا ہوا انسپکٹر صاحب۔" ایک ماتحت نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ.... یہ محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں۔"

"اچھا تو پھر.... اس سے کیا ہوتا ہے.... ارے.... کک.... کیا کہا.... محمود، فاروق اور فرزانہ.... یعنی انسپکٹر جمشید کے بچے۔"

"چلئے آپ نے پہچانا تو۔"

"نن.... نہیں.... نہیں۔" اس کے ماتحت چلائے۔

"اف.... اب.... اب کیا ہوگا انسپکٹر صاحب۔"

"آر یا پار۔" انسپکٹر نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

"آر یا پار... کیا مطلب۔"

"اب اگر ہم انہیں زندہ چھوڑتے ہیں تو ہم خود مارے جائیں گے... خود کو بچانا ہے تو انہیں جان سے مارنا ہوگا... لہٰذا دوسری بات پر ہی عمل کیا جا سکتا ہے۔"

"ہوں... خیر... یہ پہلے ہی ہماری زد پر ہیں... انہیں ختم کرنا تو کچھ بھی مشکل نہیں..." اس کا ایک ماتحت بولا۔

"لیکن پہلے اپنا نام بتا دیں۔ قابیل ضرور جعلی نام ہے۔"

"اب تم نام جان کر کیا کرو گے۔ موت کے گھاٹ تو اترنے والے ہو۔"

"ہم قیامت کے دن یہ بیان دے سکیں گے کہ ہمیں کس نے قتل کیا تھا۔"

"اوہ اچھا... تم قیامت کے لیے مجھ سے نام پوچھ رہے ہو... تو سن لو... میرا نام انسپکٹر مراد جان ہے۔"

"تو انسپکٹر مراد جان... آپ کے حق میں بہتر یہ رہے گا کہ آپ ہاتھ اوپر اٹھا دیں اور خود کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیں۔"

"اس طرح تو ہم جیل جائیں گے... ساری زندگی کے لیے۔"

"وہ تو پھر مجبوری ہے... انسان جیسا کرے گا... ویسا ہی بھرے گا۔"

"لیکن... ہم کیوں جائیں... جیل جائیں ہمارے دشمن..." انسپکٹر مراد جان نے جھلا کر کہا۔

"آپ کی مرضی... آپ اب اپنے پروگرام پر عمل کریں... ہم اپنے پروگرام پر عمل کریں گے۔"

"ان لوگوں کو باندھ کر زندہ دفن کر دیا جائے... گڑھا تو تیار ہی ہے... کیا خیال ہے... قتل کرنے کی صورت میں ان کا خون ادھر ادھر گرے گا... کوئی دھبہ انسپکٹر جمشید کو نظر آ گیا تو... وہ یہاں پہنچ کر رہے گا... بلکہ سارے شہر میں چھاپے مارے جائیں گے۔"

"اچھی ترکیب ہے... تو کیا انہیں گڑھے کے پاس لے چلیں۔"

"ہاں! بالکل۔"

"لیکن ایک بات کا خیال رہے۔" انسپکٹر نے کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ لوگ بہت چالاک ہیں... اپنا کوئی نہ کوئی نشان کہیں نہ کہیں چھوڑ جاتے ہیں۔"

"آپ فکر نہ کریں... اگر انسپکٹر جمشید یہاں آئے تو بھی کوئی سراغ نہ پا سکیں گے... انہیں دبانے کے بعد تمام تر آثار اٹھا دیں گے۔"

"تم لوگ بالکل عقل سے پیدل ہو۔" محمود ہنسا۔

"وہ کیسے... جناب ذرا وضاحت کر دیں۔"

"تم لاکھ آثار مٹاؤ... کوئی نہ کوئی چیز ایسی ضرور رہ جائے گی جو ہمارے والد کو اپنی طرف متوجہ کرے گی... اس وقت تم پچھتاؤ گے۔"

"نہیں! ہم اس وقت بھی نہیں پچھتائیں گے... اگر انسپکٹر جمشید کو کوئی سراغ اتفاق سے مل گیا تو پھر انہیں بھی ہلاک کر کے گڑھے میں ڈال دیا جائے گا۔"

"ارے باپ رے... اس قدر خوفناک باتیں تو نہ کرو۔"

"یہ لوگ ہمیں باتوں میں لگائے رکھنا چاہتے ہیں... انہیں کھینچ کر گڑھے تک لے چلو۔ وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"او کے سر۔"

اور پھر رائفلوں کی زد پر انہیں پائیں باغ میں لایا گیا...

"ہمارے پاس ایسی گھاس موجود ہے... جو آن کی آن میں اگ جاتی ہے... ادھر اس کو زمین پر پھیلائیں... ادھر گھاس اگ آتی ہے..."

"نن نہیں..."

"انہیں گڑھے میں گرا دو۔" قابیل نے کہا۔

اس کے ساتھیوں نے رائفلوں کی نالیں سیدھی کر لیں...

"گراؤنڈ کے درمیان میں چلو... وہاں گڑھا تیار ہے... تم سب اس میں فٹ آ جاؤ گے۔"

"تب پھر تم نے اس آدمی کی لاش کو کیوں دفن نہیں کیا تھا..

اس کو سڑک کے کنارے پھینکنے کی کیا ضرورت تھی۔" محمود نے پر سکون آواز میں کہا۔

انہیں ایک جھٹکا لگا... سب اس کی طرف دیکھنے لگے، آخر انسپکٹر قابیل نے کہا۔

"تم کس کی بات کر رہے ہو۔"

"جس کی لاش ہمیں یہاں لائی ہے... جس کے گلے میں ایک لاکٹ بھی تھا۔"

"ہم نہیں جانتے... تم کس کی بات کر رہے ہو۔"

"کیا انسپکٹر چنگیز خان نے تم لوگوں کے ہاتھ... میرا مطلب ہے... جمال تابانی کے ہاتھ کوئی لاکٹ فروخت نہیں کیا تھا چند دن پہلے۔"

"پتا نہیں کیا کہہ رہے ہو۔" اس نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"تو آپ کو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں۔"

"نہیں بالکل نہیں... نہ تو ہم انسپکٹر چنگیز خان کو جانتے ہیں... نہ کسی ایسے شخص کی لاش کے بارے میں ہمیں پتا ہے۔ جس کے گلے میں لاکٹ تھا۔"

"خیر خیر... ویسے یہ سن کر حیرت ہوئی ہے۔"

"ہوئی ہو گی... مرنے کے بعد حیران ہوتے رہنا... اب چلو۔"

وہ ان کے آگے چلنے لگے... اچانک چاروں نے گڑھے کی

طرف دوڑ لگا دی۔

"ارے ارے.... یہ کیا.... دوڑ کیوں پڑے۔" ان میں سے ایک چیخا۔

"جب جانا ہی گڑھے میں ہے تو آہستہ کیا جانا.... دوڑ کر کیوں نہ جائیں۔"

"یہ.... یہ کوئی شرارت کرنا چاہتے ہیں.... پکڑو انہیں...."

وہ ان کے پیچھے دوڑ پڑے .... پھر جونہی وہ گڑھے کے کنارے پہنچے.... یک دم بیٹھ گئے.... پیچھے آنے والے اپنی جھونک میں دوڑتے آ رہے تھے.... ان کے اوپر سے ہوتے ہوئے سیدھے گڑھے میں جا گرے....

ساتھ ہی کسی نے قہقہہ لگایا۔

عنوان ....

گڑھے میں گرنے والوں کو بھول کر وہ ہنسنے والے کی طرف مڑے.... کیونکہ پیچھے تو صرف انسپکٹر مراد جان رہ گیا تھا، لیکن یہ آواز اس کی نہیں تھی.... اب انہیں وہاں ایک سیاہ پوش کھڑا نظر آیا.... اس کا چہرہ تک اس لباس میں چھپا ہوا تھا۔

"یہ.... یہ کیا بھئی.... یہ تمہارے ساتھی تو خود گڑھے میں جا گرے...."

"وہ سر.... جی اب کیا بتاؤں.... اندھا دھند دوڑ پڑے۔"

"خیر خیر .... اب تم ان کی مرمت کرو.... جب تک تمہارے ساتھی گڑھے سے نکل نہیں آتے...."

"بہت بہتر سر...." اس نے کہا اور ان کی طرف مڑا۔

"لیکن جناب! ہمارا قصور کیا ہے.... آپ کون ہیں۔"

"انسپکٹر مراد جان.... بھئی بتاؤ انہیں ان کا قصور اور میری تعریف۔"

"تم لوگوں کا قصور یہ ہے کہ تم نے ہمارے معاملے میں ٹانگ اڑائی.... کیا ضرورت تھی بوہرا سنز آنے کی.... اور ہیرے فروخت

کرنے کا چکر چلانے کی۔"

"بس اتنی سی بات؟" محمود نے منہ بنایا۔

"یہ اتنی سی بات نہیں ہے.... اب اگر ہم تمہیں واپس جانے دیتے ہیں.... تو یہ ہیرے بھی ہاتھ سے جاتے ہیں.... لہٰذا تمہیں اس گڑھے میں گرانے پر مجبور ہیں۔"

"ارے تو پھر گرا دیں بھی.... روکا کس نے ہے۔"

"بہت خوب! انسپکٹر.... تم نے ان کی مرمت نہیں کی۔"

"اوہ لیس سر.... دراصل ان لوگوں نے باتیں شروع کر دی تھیں۔"

"اس کام کے تو یہ ماہر ہیں بھئی.... آخر انسپکٹر جمشید کے بچے ٹھہرے۔"

"سر.... ان کے بعد ان کے والد بھی آئیں گے۔"

"فکر نہ کرو.... ان سے میں خود ٹکراؤں گا.... تمہیں آگے نہیں کروں گا۔"

"اوہ! یہ بات نہیں سر.... میں اس لیے نہیں کہہ رہا۔"

"تب پھر؟" سیاہ پوش نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"میرا مطلب ہے سر.... وہ ان کا کوئی سراغ لگانے میں کامیاب ہو گیا تو؟"

"تو اسے بھی گڑھے میں گرا دیں گے۔" وہ پھر ہنسا۔

"او کے.... سر۔"

اب وہ ان کی طرف مڑا.... اور بجلی کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا.. لمحے بھر کے لیے وہ گھبرا گئے.... انہیں ادھر ادھر اچھل کود کر خود کو اس کے وار سے بچانا پڑا.... لیکن وہ ابھی سنبھلے نہیں تھے کہ وہ پھر ٹوٹ پڑا.... اور اس مرتبہ ان کے ایک ایک ہاتھ رسید کرنے میں کامیاب ہو گیا.... ایسے میں خان رحمان بولے:

"ذرا سنبھل کر بھئی.... یہ کافی ماہر ہے۔"

"ہم میں سے صرف ایک اس کا مقابلہ کرے.... محمود کیا تم کرو گے۔" فرزانہ بولی۔

"ضرور کیوں نہیں۔"

"لیکن میں کیوں نہیں۔" خان رحمان نے کہا۔

"نہیں انکل.... یہ بھی کیا یاد کرے گا.... ہاں گڑھے سے نکلنے والے لوگ اگر اس لڑائی میں ساتھ دیں تو پھر آپ دخل دے سکتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے.... محمود.... صرف تم مقابلہ کرو۔" خان رحمان نے کہا۔

اب محمود اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا.... باقی لوگ ادھر ادھر ہو گئے....

"سوال یہ ہے کہ آپ لوگوں کو ہم سے دشمنی کیا ہے۔"

"جب تک تم لوگوں کا کانٹا نہیں نکل جاتا.... اس وقت ہم سکون کا سانس نہیں لے سکیں گے۔"

"وہ لاش کس کی تھی.... اس لاش کے گلے سے ملنے والا لاکٹ کہاں ہے۔" محمود بولا۔

"سوال تو اس طرح پوچھ رہے ہو.... جیسے اس وقت ہم لوگوں کے انچارج تم ہو...." سیاہ پوش نے طنزیہ کہا۔

"چلو انچارج تم سہی.... لیکن اس چکر کی وضاحت ضرور کرو۔"

"یہ چکر تم لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئے گا.... نہ تم اس کی تہ تک پہنچ سکو گے.... لہٰذا چپ چاپ گڑھے کا رخ کرو۔"

"پہلے تم صرف مجھے گراؤ۔" محمود نے مراد جان سے کہا۔

اسی وقت گڑھے میں گرنے والے بری طرح چلائے....

"سانپ.... سانپ.... سانپ۔"

"لیجیے.... پہلے تو اپنے آدمیوں کو سانپ سے بچائیں۔"

وہ انہیں بھول کر گڑھے کی طرف دوڑے.... گڑھے میں گرنے والے خوف زدہ انداز میں باہر نکل رہے تھے۔

"کہاں ہے سانپ.... کیا ہو گیا ہے تمہیں۔"

"وہ.... وہ رہا.... گرنے کے بعد ہم اٹھنے کی کوشش میں تھے کہ اچانک پھنکار کی آواز سنائی دی.... وہ پتا نہیں گڑھے کے کس سوراخ میں سے نکل آیا تھا.... اف مالک.... بالکل سیاہ رنگ کا پھنیر سانپ۔"

انہوں نے گڑھے میں دیکھا.... وہاں واقعی پھنیر سانپ پھن پھیلائے ساکت کھڑا تھا۔

اب.... پہلے اسے مارو۔" سیاہ پوش نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے؟" انسپکٹر مراد جان نے کہا۔

"کیا مطلب...."

"گڑھے میں ہوتے ہوئے وہ ہمیں کیا کہہ رہا ہے.... انہیں گڑھے میں گرا دیتے ہیں.... یہ جانیں سانپ جانے۔"

"حد ہو گئی.... سانپ کیا جانے۔" فاروق تلملا کر بولا۔

"آپس میں خود ہی بات کر لینا بھئی.... ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔"

"اچھی بات ہے.... اب ذمہ دار آپ خود ہوں گے۔" محمود نے گویا دھمکی دی۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"اگر ہم سے جھڑپ میں کوئی گڑھے میں گر گیا اور سانپ کا شکار ہو گیا تو ہم ذمہ دار نہیں ہوں گے۔"

"اچھی بات ہے.. ہم نے اس بات کو ذہن نشین کر لیا ہے۔"

ایسے میں انسپکٹر مراد جان نے محمود پر چھلانگ لگائی.... وہ فوراً جھکائی دے گیا۔ اس نے بھی فوراً پلٹنی کھائی.. اور اپنی لات گھمائی.. محمود بلا کی رفتار سے نیچے ہو گیا.... لات اس کے اوپر سے گزر گئی.... ساتھ ہی اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ.... سر کی ٹکر انسپکٹر مراد کی کمر پر رسید کر دی۔

وہ اچھلا اور اچھل کر گڑھے کی طرف گیا.... ساتھ ہی مارے

خوف کے اس نے چیخ ماری....

"نن نہیں نہیں۔"

اور پھر اس کے منہ سے ایک دل دوز چیخ نکل گئی.... انہوں نے دیکھا۔ وہ گڑھے میں جاگرا تھا اور سانپ اسے ڈس چکا تھا.... وہ بری طرح لرز رہا تھا.... اس قدر کپکپی طاری تھی کہ انہیں گڑھا بھی لرزتا محسوس ہوا.... پھر اس نے دم توڑ دیا۔

"مسٹر سیاہ پاش.... آپ کا ایک ساتھی تو گیا.... اب کیا پروگرام ہے۔"

"فکر نہ کرو.... میرے ترکش میں ابھی بہت تیر ہیں۔" وہ ہنسا۔

"ایک تیر اپنے لیے ضرور بچا کر رکھ لیں۔" فاروق بھی جواب میں ہنسا۔

"سب مل کر انہیں پکڑ لو.... اور اس گڑھے میں گرادو۔" سیاہ پوش گرجا۔

"لیکن آپ کی ہماری دشمنی کیا ہے۔"

"وہی جو ازل سے چلی آرہی ہے.... نیکی اور بدی کی دشمنی.... تم لوگ نیکی کی علامت ہو.... ہم لوگ بدی کی.... بد لوگ کب چاہتے ہیں.... کہ نیک ان پر چھا جائیں...."

"حد ہو گئی.... نیکی اور بدی کو سمجھتے ہو اور پھر بھی بدی پر ڈٹے ہوئے ہو۔"

"بدی چیز ہی ایسی ہے.... جس کے دل میں گھر کرلے... پھر اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی...."

"یہاں کیا مسئلہ ہے.... ہم تو آپ کو جانتے تک نہیں۔"

"تب پھر ہیرے لے کر بوہرا سنز کیوں گئے تھے۔"

"اس لاکٹ کا سراغ لگانے۔"

"یہی میرا اندازہ تھا.... کہ اب تم اس لاکٹ کے چکر میں پڑ جاؤ گے.... اس بے وقوف الو سے غلطی ہوئی.... آخر لاش کو سڑک کے کنارے پھینکنے کی کیا ضرورت تھی اور اگر پھینک ہی دی تھی تو لاکٹ کیوں اس کے گلے میں چھوڑ دیا تھا۔"

"آپ کس بے وقوف الو کی بات کر رہے ہیں.... ہم کچھ نہیں سمجھے۔" محمود نے گھبرا کر کہا۔

"ارے تم کیا سمجھو گے.... تم تو کل کے بچے ہو.... میری چالیں تو انسپکٹر جمشید تک نہیں سمجھ سکتا۔"

"او ہو اچھا.... یہ بات ہے۔"

"بلکہ یہ ہی بات ہے۔" اس نے فخر کے عالم میں کہا۔

"لو کے.... ہم بھی پھر اس کیس کی تہ تک پہنچ کر دکھائیں گے۔"

"اس سے پہلے گڑھے کی تہ میں پہنچ جاؤ گے۔" وہ ہنسا۔

"آپ اتنے بہادر ہیں تو اپنا تعارف کیوں نہیں کرا دیتے۔"

"آہا.... تعارف.... اچھا ٹھیک ہے.... میرا نام نیلا طوفان

ہے۔"

"کہیں نیلا پن نظر تو نہیں آیا یہاں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

باقی مسکرا دیے۔

"یہ ہمارا وقت برباد کر رہے ہیں سر.... ہم پہلے ہی اپنا ایک ساتھی گنوا چکے ہیں۔" اس کے ایک ماتحت نے جل کر کہا۔

"ارے تو پھر مل کر انہیں گڑھے میں گرا دو۔"

"ابھی لیں۔"

وہ اس کے قریب تھے.... یک بارگی ان پر ٹوٹ پڑے.... اب ان کی کوشش یہی تھی کہ کسی طرح انہیں گڑھے میں گرا دیں.... ادھر وہ بھی اس کوشش میں تھے.... لہٰذا خوب داؤ پیچ ہونے لگے.... اچانک ایک چیخ ابھری.... نقاب پوش کا ایک ساتھی خان رحمان کی زد پر آ گیا تھا۔ انہوں نے دھوبی پڑا جو مارا تو وہ سیدھا گڑھے میں گرا.... گڑھے میں پہلے ہی سانپ پھن نکالے تیار بیٹھا تھا.... اس نے فوراً اسے ڈس لیا.... ایک اور چیخ اس کے منہ سے نکل گئی۔

"مسٹر نقاب پوش.... ایک ساتھی تمہارا اور گیا۔"

"پروا نہیں۔" اس نے فوراً کہا۔

"تم لوگوں نے سنا۔" فاروق شوخ آواز میں بولا۔

"کک.... کیا سنا۔"

عین اس لمحے فاروق دوڑ کر آیا اور ایک کے پیٹ میں سر کی ٹکر پوری قوت سے دے ماری.... وہ بھی گڑھے میں گرا.... ایک اور

چیخ گونجی۔

"کیا سنا.... کیا کہہ رہے ہو تم؟" ایک ماتحت [illegible]۔

"تم لوگ گڑھے میں گر رہے ہو.... سانپ کا لقمہ بن رہے ہو.... لیکن انہیں کوئی پروا نہیں.... چاہے تم سب گڑھے میں گر کر سانپ کا شکار بن جاؤ۔"

"نن.... نہیں۔" وہ ایک ساتھ بولے۔

"پوچھ لو اس سے.... اگر تم سب مارے گئے تو کیا اسے کوئی پروا ہو گی۔"

"کیوں سر.... کیا آپ کو پروا ہو گی۔"

"نہیں.... مجھے کوئی پروا نہیں ہو گی.... میں تم لوگوں کو اس کام کی تنخواہ دیتا ہوں.... لڑو ان سے یا انہیں مار دو یا خود مر جاؤ۔" وہ گرجا۔

"تب پھر.... اس صورت میں ہم نہیں لڑ سکتے۔" ان میں سے ایک کہا۔

"ہم بھی نہیں لڑیں گے۔"

"کیا واقعی۔" وہ گرجا۔

"ہاں! واقعی۔"

"اچھا تو پھر یہ لو۔" یہ کہتے ہوئے اس کا لہجہ حد درجے خوفناک ہو گیا اور پھر اس نے ایک ہولناک کام کیا۔
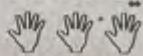
عنوان....

اس نے اچانک پستول نکال کر ان پر فائرنگ شروع کر دی...
خود اپنے آدمیوں پر....وہ ادھر ادھر گرے اور لڑھک گئے....ایسے
میں محمود نے لوٹ لگائی اور جوتے کی ایڑی سے چاقو نکال لیا....اس
سے پہلے کہ وہ پستول کا رخ اس کی طرف کرتا....اس نے چاقو پھینک
دیا....چاقو اس کے دائیں ہاتھ میں ترازو ہو گیا....پستول نکل گیا....
جسے فاروق نے اچک لیا....

”بس مسٹر نقاب پوش.... تمہارا کھیل ختم....ہاتھ اوپر اٹھا
دو....اب یہ لوگ تو تمہارا ساتھ دیں گے نہیں....یہ اب ہمارا
ساتھ دیں گے.... تمہارے خلاف گواہی دیں گے۔“

”لیکن یہ تو مر چکے ہیں....یہ کیا گواہی دیں گے۔“

”سب نہیں مرے.... کچھ زخمی ہیں....کچھ بالکل ٹھیک
ہیں...کچھ گڑھے کا شکار ہو چکے ہیں...لیکن تم ضرور پھنس گئے ہو...
اب ہاتھ اوپر اٹھا دو....ورنہ یہ پستول چلانا ہمیں بھی آتا ہے۔“ محمود
کہتا چلا گیا۔

اس کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔

”کیا تم لوگ جانتے ہو....یہ کون ہے۔“

”ہاں! یہ ہمارے لیے نقاب پوش بن کر نہیں آیا....آپ
لوگوں کے لیے اس نے چہرہ چھپایا ہے۔“

”بہت خوب! ابھی اس کا نام نہ بتانا..ہم خود نام بتائیں گے..
پہلے یہ بتائیں....یہ شخص تم سے کیا کام لیتا ہے۔“

”عام طور پر اسی قسم کے کام....“

”یہاں تو اس نے صرف ہماری مرمت کا کام تم سے لینا چاہا
تھا....ویسے کیا کام لیتا ہے۔“

”کوئی بڑی پارٹی بہت سارے ہیرے لے کر آتی ہے....تو
یہ اسے اسی طرح جعلی پولیس کے ذریعے وہاں سے یہاں لے آتا ہے،
پارٹی خیال کرتی ہے کہ اسے پولیس اسٹیشن لے جایا جا رہا ہے....لہٰذا
وہاں جا کر وہ اپنا انتظام کر لے گی، لیکن وہ یہاں آکر پھنس جاتی ہے۔“

”اور....اور پھر....یہ اس کے ساتھ کیا کرتا ہے۔“

”یہاں ایسے کئی گڑھے ہیں۔“

”کیا.... نہیں۔“ وہ چلائے۔ آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

”ہاں! ہیرے لے کر ہماری مدد سے وہ ان کو موت کے
گھاٹ اتار دیتا ہے....وہ گڑھے کا شکار بن جاتے ہیں۔“

”لیکن پولیس کیا کرتی ہے.. کیا پولیس اس تک نہیں جاتی...
کیا تفتیش نہیں کرتی۔“

”کرتی ہے.... لیکن اس کے علاقے کا پولیس آفیسر بھی اس

سے ملا ہوا ہے.... اسے بھی ہیروں میں سے حصہ ملتا ہے.... لیکن آج
وہ خود موت کا شکار بن گیا.... بلکہ سانپ کا شکار۔"
"یہ بھی تو اس سانپ سے کم نہیں.... ایک سانپ وہ تھا....
جو گڑھے میں گر کر اصل سانپ کا شکار ہو گیا.... ایک سانپ یہ ہے....
جواب ہمارا شکار بنے گا۔"
"مطلب یہ کہ دوسرے سانپ کا شکار۔" فرزانہ بولی۔
"دو.... دوسرا سانپ۔" فاروق نے کھوئے کھوئے انداز
میں کہا۔
"ہاں! دوسرا سانپ.... کیوں.... تمہیں کیا ہوا؟"
"ہم.... میرا مطلب ہے.. یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"
"واقعی یار.... ہو تو سکتا ہے.... اگر کوئی رکھ لے۔" محمود
نے خوش ہو کر کہا۔
"ہائیں.... ہائیں.... ہائیں.... یہ کیا کہہ گئے تم۔" فاروق
اچھل پڑا۔
"کیوں.... کیا ہوا؟"
"میرے اس جملے کے جواب میں تم ہمیشہ یہ جملہ کہتے ہو....
حد ہو گئی.... اسے ناولوں کے ناموں کی پڑی ہے۔"
"ہاں! لیکن آج میں یہ نہ کہہ سکا.... واقعی یہ ایک اچھا نام
ہے کسی ناول کا.... دوسرا سانپ۔"
"لیکن وہ مرنے والا کون تھا.... اس کے گلے میں ان لوگوں

نے وہ لاکٹ کیوں چھوڑ دیا.... اور چنگیز خان کیوں مارا گیا۔"
"ہمیں اس معاملے کا کچھ بھی پتا نہیں.... نہ جانے آپ کس
کی بات کر رہے ہیں۔" ان میں سے ایک نے حیران ہو کر کہا۔
"تین دن پہلے ڈی روڈ پر ایک لاش پڑی پائی گئی تھی....
پولیس اسٹیشن فون کیا گیا.... وہاں سے انسپکٹر چنگیز خان آئے.... لاش
کے گلے میں لاکٹ تھا.... لاش کی تصاویر لی گئیں.... لیکن انسپکٹر نے
لاش کی تصویر اخبارات کو نہیں دی.... نہ اس کے وارث کو تلاش کیا..
اور دفن کرا دیا... لاکٹ اتار لیا گیا تھا... لیکن جب ہم اس سے ملے اور
لاکٹ اس سے طلب کیا تو اس نے ایک دوسرا لاکٹ ہمیں تھما دیا....
گویا اصل لاکٹ وہ پی گیا تھا.... اور اسی روز اسے کسی نے قتل کر دیا....
گویا اس نے جس شخص کو وہ لاکٹ فروخت کیا.... اس نے اسے قتل
کیا تا کہ وہ اس کا نام نہ لے دے.... ہمارے ذہن میں تو یہ کہانی یوں
بنتی ہے.... اس لاکٹ کی تلاش میں ہم بوہرا سنز گئے تھے، اس لیے
کہ ہمیں پتا چلا تھا کہ یہ ادارہ ایک ایسا ادارہ ہے جس کے بارے میں کہا
جاتا ہے کہ یہ چوری کا مال خریدتا ہے.... لیکن آج تک اس کے بارے
میں کوئی پولیس آفیسر یہ ثبوت نہیں پیش کر سکا.... کوئی ثبوت حاصل
کرتا بھی کیسے.... جو جاتا ہو گا، وہ اس کی جیب میں ایک آدھ ہیرا ڈال
دیتے ہوں گے .... بہر حال ہم اس لاکٹ کے سلسلے میں گئے
تھے.... لیکن اس کا اب تک کوئی سراغ نہیں ملا.... اور وہ لاش ہمارے
لیے ایک سوال ہے۔"

"پہلے تو یہاں انکل اکرام اور اس علاقے کے پولیس آفیسر کو بلایا جائے... پھر اس سوال پر غور کریں گے.... اخبارات میں اس کی تصاویر شائع ہو رہی ہیں.... دیکھتے ہیں، کوئی آتا ہے یا نہیں۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"اوہ ہاں واقعی۔" وہ چونک کر بولے۔

پھر انہوں نے فون کیا.... اکرام اور دوسرے پولیس آفیسر وہاں پہنچے تو بوکھلا اٹھے:

"ارے باپ رے.... اتنا خون خرابہ.... یہ کس نے کرایا۔"

"ان صاحب نے.... جو نقاب پوش بنے بیٹھے ہیں۔"

"یہ ہے کون؟"

"وہی.... جس کے بارے میں آپ کہہ رہے تھے.... کہ آج تک کوئی ثبوت حاصل نہیں کیا جا سکا۔"

"تمہارا مطلب ہے.... بوہر اسنز۔"

"ہاں! یہ اس ادارے کے منیجر ہیں.... مسٹر جمال تابانی۔"

"کیا میں اس کا نقاب اتار دوں۔"

"پہلے اس حالت میں تصاویر بنوا لیں.... اور ان سب زخمیوں کی بھی... اور مرنے والوں کی بھی.... اور انکل.... گڑھے میں ایک سانپ بھی ہے... اور انسپکٹر مراد جان بھی ہیں... مراد جان۔"

"ارے باپ رے.... سانپ۔" وہ اچھل پڑے۔

"ہاں! خوفناک کالا پھنیئر سانپ.... ان میں سے دو تین تو

اس کے ڈسنے سے بھی مرے ہیں۔"

"حد ہو گئی.... تم جہاں جاتے ہو.... وہاں لاشیں بچھا کر رکھ دیتے ہو۔" اکرام نے برا سا منہ بنایا۔

"لل.... کیا کہہ رہے ہیں انکل.... ہم بچھا کر رکھ دیتے ہیں.... ان میں سے تو ہم نے ایک لاش بھی نہیں بچھائی.... صرف نقاب پوش صاحب کا ہاتھ زخمی کیا ہے.... وہ بھی صرف اس لیے کہ یہ مجھے نشانہ بنانے لگا تھا۔" محمود نے جلدی جلدی کہا۔

"اچھا خیر.... پہلے ہمیں اپنا کام کرنے دو، تم تفصیل سناتے رہو۔"

سارے کام سے فارغ ہو کر انہوں نے نقاب پوش کو بے نقاب کیا اور پھر چکرا کر رہ گئے....

ان کا خیال بالکل غلط ثابت ہوا.... وہ جمال تابانی نہیں تھا۔

"ارے! یہ کیا.... یہ تو جمال تابانی نہیں ہے.... تم نے تو کہا تھا.... یہ تمہارے لیے نقاب پہن کر نہیں آیا۔" محمود اس کے ماتحتوں سے بولا۔

"ہاں! ہم نے غلط نہیں کہا تھا۔ ہم سے کام یہی لیتا رہا ہے۔"

"تب پھر یہ کون ہے؟"

"جمال تابانی۔" ایک ہنسا۔

"کیا مطلب... جمال تابانی... ارے تو کیا یہ میک اپ میں ہے، لیکن نہیں.... اس کے چہرے پر میک اپ تو نظر نہیں آ رہا۔"

"ٹھیک ہے.... یہ میک اپ میں نہیں ہے.... میک اپ میں تو یہ بوہر اسنز میں ہوتا ہے۔"

"اوہ اوہ.... اور اس ادارے کا مالک۔"

"اس بے چارے کو کچھ معلوم نہیں کہ اس کا منیجر کیا گل کھلاتا رہتا ہے۔"

"دھت تیرے کی.... لے چلیں اسے انکل.... اس نے بہت بڑے بڑے جرم کیے ہیں.... ارے ہاں.... یہ کوٹھی کس کی ہے۔"

"اس کی اپنی...." ایک نے کہا۔

اب ان سب کو وہاں سے لے جایا گیا.... دفتر لایا گیا.... سب کے بیانات لیے گئے۔ پھر انہیں حوالات بھیج دیا گیا.... ابھی ان سے بہت تفتیش ہونا تھی.... یہ کوئی چھوٹا سا معاملہ نہیں تھا.... نہ جانے ان لوگوں نے کتنے لوگوں کو لوٹا اور موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

آخر وہ گھر پہنچ گئے.... انسپکٹر جمشید گھر میں موجود تھے.... انہیں دیکھ کر مسکرا دیے....

"سنا ہے.... بہت لمبا معرکہ مار کر آرہے ہو۔"

"آپ کو کیسے معلوم ہوا؟" وہ چونکے۔

"اکرام نے ابھی ابھی فون پر بتایا ہے.... میں نے تمہارا پتا کرنے کے لیے اسے فون کیا تھا۔"

"اوہ اچھا۔"

"بیٹھ جاؤ اور مجھے تفصیل سناؤ۔"

"جی اچھا.... تفصیل کافی خوفناک ہے.... لیکن اصل مجرم غائب ہے۔"

"تمہارا مطلب ہے.... اس نامعلوم آدمی کا قاتل.... جس کے گلے میں لاکٹ تھا۔"

"جی ہاں۔"

"خیر.... تم تفصیل سناؤ...."

انہوں نے پوری تفصیل سنا دی.... وہ غور سے سنتے رہے.... پھر ان کے خاموش ہونے پر بولے:

"ایسا لگتا ہے.... اس لاکٹ والے آدمی کا بوہر اسنز والے معاملے سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں.... تم تو بس یوں ہی وہاں پہنچ گئے، ان کے ظلم کی رسی دراز ہو گئی تھی.... لہٰذا وہ اس چکر میں پھنس گئے...."

"اس نتیجے پر تو خیر ہم بھی پہنچ چکے ہیں.... سوال یہ ہے کہ مرنے والا کون تھا۔"

"شاید کل سے پہلے ہمیں پتا نہیں چل سکتا۔"

"گویا کل تک کے لیے راوی ہمارے لیے عیش لکھتا ہے۔"

"اس راوی صاحب کو سوائے عیش لکھنے کے آتا ہی کیا ہے۔" باورچی خانے سے بیگم جمشید کی آواز سنائی دی.... وہ مسکرا دیے....

دوسرے دن کے اخبارات میں لاکٹ والے آدمی کی تصاویر شائع ہو گئیں.... ان لوگوں نے رابطہ کے لیے اپنے گھر کا نمبر بھی دے

دیا تھا اور دفتر کا بھی.... ابھی وہ ناشتا کر رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی۔

"جی ہاں! فرمایئے۔"

"اخبارات میں شائع ہونے والی تصویر والے شخص کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔" دوسری طرف سے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا گیا۔

"ہاں! بتائیں...."

"وہ.... وہ میرے والد ہیں.... تین دن ہو گئے انہیں غائب ہوئے.... وہ کہاں ہیں۔"

"آپ یہیں آ جائیں.... یا پھر ٹھہریں.... اپنا پتا لکھوا دیں.. ہم آپ کے پاس آ جاتے ہیں۔"

"اوہ.... بہت بہت شکریہ۔" دوسری طرف سے کہا گیا....

"بتایئے پھر اپنا نام۔"

"جی.... میرا نام۔"

عین اس لمحے انہوں نے فائر کی آواز سنی۔
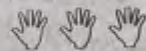
.... عنوان

وہ گھبرا گئے.... فون کرنے والا ابھی پتا نہیں بتا سکا تھا....

"اب.... اب کیا کریں.... قاتل نے تو اس کے بیٹے کو بھی مار ڈالا شاید۔" انسپکٹر جمشید پریشانی کے عالم میں بولے۔

"بیٹے کو ہلاک کر کے وہ وہاں سے بھاگ نکلا ہو گا.... کمرے کے دوسرے افراد ہمیں فون کریں گے۔" فرزانہ بولی۔

انہوں نے سر ہلا دیے.... اور انتظار کرتے رہے.... لیکن فون کی گھنٹی نہ بجی....

"نہیں بھئی.... اتنی دیر نہیں لگ سکتی تھی.... یا تو وہ گھر میں اکیلا تھا.... یا پھر باقی لوگوں کو بھی فون کرنے کے قابل نہیں چھوڑا گیا ہے.... اف مالک.... اب ہم وہاں تک کیسے پہنچیں۔" انسپکٹر جمشید کی پریشانی میں ہر لمحے اضافہ ہو رہا تھا....

"دھت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر ران پر ہاتھ مارا۔

"تمہیں کیا ہوا؟" فاروق نے اسے گھورا۔

"کبھی کبھی سامنے کی بات بھی کسی کو نظر نہیں آتی.... آپ فوراً ایکسچینج سے معلوم کریں.... ہمیں فون کس نمبر سے کیا گیا

ہے.... ہمارا تو وہاں پہلے سے بندوبست ہے۔"

"اوہ واقعی دھت تیرے کی۔" انسپکٹر جمشید نے بھی جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا.... لیکن وہ ہنس نہ سکے.... اس لیے کہ.... اس کیس میں لاشوں پر لاشیں گر رہی تھیں اور کیس کے سر پیر کا ابھی تک کوئی پتا نہیں چل سکا تھا....

انہوں نے ایکس چینج سے رابطہ کیا.... دوسری طرف سے فوراً بتایا گیا:

"13 خان روڈ سے فون کیا گیا تھا.... فون نمبر **851936** ہے.... بوہرا سنز کی کوٹھی سے۔"

"کیا!!!" وہ بول اٹھے اور فوراً دوڑ پڑے۔

اب ان کی کار خان روڈ کی طرف اڑی جا رہی تھی....

"محمود.... تم ذرا نمبر ڈائل کرو۔"

"جی اچھا۔" اس نے کہا اور نمبر ڈائل کیے.... لیکن دوسری طرف سے انگیج کی آواز آتی رہی.... مرنے والا بھلا ریسیور کیسے رکھ سکتا تھا.... وہ تو لٹکتا رہ گیا ہوگا۔

آخر وہ 13 خان روڈ کے سامنے پہنچ گئے.... کچھ دور ایک کھمبے کے پاس رک کر انہوں نے جائزہ لیا.... کوئی ہل چل یا گڑبڑ نظر نہ آئی.... گویا وہاں کچھ نہیں ہوا تھا۔

"کہیں وہ ڈراما تو نہیں تھا۔"

"آپ کا مطلب ہے.... فائر کی آواز ڈراما تھی۔"

"اگر یہاں قتل ہوا تھا.... تو گڑبڑ نظر آنی چاہیے تھی۔"

"آئیے.... چل کر دیکھ لیتے ہیں۔"

وہ کوٹھی کے بالکل سامنے رکے.. کوٹھی بہت شاندار تھی... محمود نے آگے بڑھ کر گھنٹی بجائی۔ قریباً ایک منٹ بعد قدموں کی آواز سنائی دی.... پھر کسی نے دروازہ کھولے بغیر پوچھا:

"کون؟"

"پولیس...."

"پولیس کا ہمارے ہاں کیا کام۔"

"کوئی کام ہے تو آئے ہیں.... دروازہ کھولیں۔" انسپکٹر جمشید نے سرد آواز میں کہا۔

"اچھی بات ہے۔"

پھر دروازہ کھلا، ایک نوعمر لڑکا نظر آیا.... اس کے چہرے پر خوف کے بادل چھائے ہوئے تھے۔

"یہ بوہرا سنز کی کوٹھی ہے۔"

"جج.... جی ہاں.... فرمائیے۔"

"ہمیں مسٹر بوہرا سے ملنا ہے...."

"وہ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں.... کئی ماہ بعد لوٹیں گے۔"

"اوہو اچھا.... ان کی غیر حاضری میں ان کے کاروباری معاملات کون دیکھتا ہے۔" انہوں نے پریشانی سی محسوس کرتے ہوئے پوچھا۔

”ان کے منیجر جمال تابانی صاحب۔“ لڑکا بولا۔

”آپ کون ہیں۔“ انسپکٹر جمشید نے بغور اسے دیکھا۔

”میں.... میں بوہرا صاحب کا بیٹا ہوں.... نواز بوہرا۔“

”تھوڑی دیر پہلے فون آپ نے کیا تھا۔“

”جی ہاں.... کیا مطلب.... آپ کو.... نہیں تو۔“ اس نے گڑبڑا کر کہا۔

”کیا آپ کسی سے خوف زدہ ہیں۔“

”نن نہیں تو.... میں تو اپنے گھر میں ہوں.... خوف کیوں محسوس کروں گا۔“

”اچھی بات ہے.... ہمیں اس گھر کی تلاشی لینا ہے۔“

”جی.... میں اپنی امی کو بتاتا ہوں جا کر۔“

”ہاں ضرور.... کیوں نہیں۔“ وہ بولے۔

اس نے دروازہ بند کیا اور چلا گیا۔

”بہت زیادہ خوف زدہ ہے.... اللہ اپنا رحم فرمائے۔“ وہ بڑبڑائے۔

”ایسا لگتا ہے.... جیسے کوئی گہرا چکر چلا ہوا ہے۔“

”ہاں! یہی محسوس ہو رہا ہے۔“

اسی وقت دروازہ پھر کھلا.... وہی لڑکا نظر آیا:

”میری امی کا کہنا ہے کہ تلاشی دینے پر تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں.... لیکن آپ کو پہلے وارنٹ دکھانا ہوں گے.... دوسرے یہ کہ

گھر کی تلاشی کی کیا ضرورت پیش آگئی۔“

”تین دن پہلے ایک لاش ملی تھی.... ڈی روڈ پر پڑی پائی گئی تھی.... ہم اس لاش کے سلسلے میں تحقیقات کر رہے ہیں، دراصل ابھی تک یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ لاش کس کی تھی.... آج کے اخبارات میں مرنے والے کی تصویر شائع کرائی گئی ہے.... ہم نے اعلان کیا تھا کہ اس شخص کا جس سے بھی تعلق ہے.... وہ محکمہ سراغرسانی فون کرے.... ہمیں تھوڑی دیر پہلے یہاں سے فون کیا گیا.... فون کرنے والے نے اس لاش کے بارے میں بات شروع کی ہی تھی کہ فائر کی آواز سنائی دی.... اور بات کرنے والا خاموش ہو گیا.... لہٰذا ہم نے اس طرف دوڑ لگا دی۔“

”کیا مطلب.. کیا فون کرنے والے نے اپنا پتا بتایا تھا آپ کو“ لڑکے نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ارے نہیں.... ہمارا فون نمبر ٹیپ ہے.... اس پر جو بھی فون کرتا ہے.... اس کا نمبر فوراً معلوم ہو جاتا ہے۔“

”اوہ اچھا اچھا.... خیر، لیکن یہاں سے کسی نے فون نہیں کیا، اس لیے ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔“

”بہر حال! ہمیں تلاشی تو لینا ہو گی۔“

”وارنٹ لے آئیں.... تلاشی لے لیں۔“

”وارنٹ ہم لائے ہیں ساتھ۔“

”کیا مطلب.... ساتھ لائے ہیں۔“

"ہاں! یہ رہے۔" انہوں نے سادہ وارنٹ نکال کر اس پر
دستخط کر کے اس کی طرف بڑھا دیے۔
"ٹھہریے.... میں ابھی آتا ہوں۔"
"آپ بہت وقت ضائع کر رہے ہیں ہمارا۔"
"اس میں ہمارا قصور نہیں.... حالات ایسے ہیں کہ ہم آپ پر
اعتبار نہیں کر سکتے، ہو سکتا ہے.... آپ اصل پولیس والے نہ ہوں...
نقلی ہوں۔"
"اچھا اچھا.... آپ پہلے اپنا اطمینان کر لیں.... لیکن کیسے
کریں گے.... سوال تو یہ ہے۔"
"آپ اپنا تعارف کرائیں.... ہم آپ کے دفتر سے تصدیق
کریں گے۔"
"او کے.... خادم کو انسپکٹر جمشید کہتے ہیں۔"
"اوہ.... نن نہیں۔" وہ اچھلا۔
"کیوں.... کیا ہوا...."
"کچھ نہیں.... میرا خیال ہے.... میں آپ کو پہچانتا ہوں...
لہٰذا آپ تلاشی لے لیں اندر آ کر۔"
وہ اندر داخل ہوئے.... ایسے میں انسپکٹر جمشید بولے:
"محمود.... اکرام کو فون کرو۔"
"جی اچھا۔" اس نے کہا اور فوری طور پر نمبر ملانے لگا....
سلسلہ ملنے پر محمود نے کہا:

"یہ میں ہوں انکل.... محمود۔"
"ہاں.... محمود.... کیا رہا۔"
"بوہرا اسنز کی کوٹھی۔"
یہ کہہ کر اس نے فون بند کر دیا.... لڑکا حیرت زدہ نظر آیا...
پھر وہ انہیں اندر ایک کمرے کے سامنے لایا۔
"میری والدہ اور دو بہنیں اس کمرے میں ہیں.... وہ پردہ
کرتی ہیں.... لہٰذا جب آپ پوری کوٹھی کی تلاشی لے چکیں.... تو اس
وقت آپ اس کمرے کی تلاشی لے لیں.... یہ لوگ نکل کر دوسرے
کمرے میں چلی جائیں گی۔"
"جی نہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"کیا کہا.... جی نہیں.... ہم سمجھے نہیں جناب۔" لڑکا بولا۔
"میری بچی اندر جا کر پہلے اس کمرے کو دیکھے گی.... پھر ہم
کسی اور سمت جائیں گے۔"
"اچھی بات ہے.... میں ان سے بات کرتا ہوں۔"
یہ کہہ کر اس نے دروازے پر دستک دی اور بولا:
"امی جان.... یہ لوگ پہلے اس کمرے کی تلاشی لینا چاہتے
ہیں۔"
"اچھا بیٹا.... کھولتی ہوں.... ہم باہر نکل کر دوسرے کمرے
میں چلے جاتے ہیں۔"
"جی نہیں.... ان کے ساتھ ہماری عمر کی لڑکی ہیں.... وہ

اس کمرے کی اور آپ لوگوں کی تلاشی لیں گی۔"

"ٹھیک ہے.... میں دروازہ کھول رہی ہوں۔"

ان الفاظ کے ساتھ دروازہ تھوڑا سا کھلا اور فرزانہ اندر داخل ہو گئی.... اس نے دیکھا اندر ایک عورت اور دو لڑکیاں موجود تھیں۔

"محترمہ آپ کے کتنے بچے ہیں۔"

"تین...." اس نے کہا۔

"گویا دو لڑکیاں اور ایک لڑکا۔"

"جی.... جی ہاں۔"

"تب پھر بوہرا سنز کا نام بوہرا سنز کیوں ہے۔" فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ ایک ساتھ بولے۔

"کیا آپ بوہرا صاحب کے بچے نہیں ہیں۔" اس نے لڑکیوں کی طرف دیکھا۔

"بالکل ہیں۔"

"اور لڑکا ان کا ایک ہے.... پھر نام بوہرا سنز کیوں رکھا۔"

"وہ دراصل ہمارا ایک بھائی فوت ہو گیا تھا۔"

"اوہ اچھا.... خیر.... اب میں پہلے کمرے کی تلاشی لوں گی.. پھر آپ تینوں کی.... اس کے بعد اس کمرے سے نکل جاؤں گی.... پھر ہم باقی گھر کی تلاشی لیں گے۔"

"سوال یہ ہے کہ تلاشی لینے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی۔"

"شہر کی سڑک سے ایک لاش ملی ہے.... اس لاش کا ابھی تک کچھ پتا نہیں چل سکا کہ کس کی ہے.... ہم نے اخبار میں خبر شائع کرائی.... تصاویر شائع کرائیں.... تو تھوڑی دیر پہلے یہاں سے فون کیا گیا کہ وہ ہمارے والد کی تصویر ہے.... انہیں گم ہوئے تین دن ہو گئے ہیں.... ابھی فون کرنے والا اتنا ہی کہہ سکا تھا کہ فائر کی آواز سنائی دی.... اور فون کرنے والا خاموش ہو گیا.... ان حالات میں ہم کریں تو کیا کریں۔"

"اس میں ضرور غلط فہمی ہوئی ہے.... یہاں سے کوئی فون نہیں کیا گیا۔"

"کیا یہ گھر بوہرا صاحب کا نہیں ہے۔"

"بالکل ہے۔"

"تب پھر یہاں سے ہی فون کیا گیا تھا.... کمپیوٹر غلط اطلاع نہیں دے سکتا۔"

"پتا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں.... بہر حال آپ تلاشی لے لیں۔"

"اچھی بات ہے۔"

فرزانہ نے کمرے کی اچھی طرح تلاشی لی.... پھر ان تینوں کی تلاشی لی... آخر باہر نکل آئی، کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا گیا۔

"اب ہمیں باقی گھر کی تلاشی لینا ہے۔"

"اندر کچھ ملا۔"

"نہیں.... اندر ایک عورت کے ساتھ دو لڑکیاں ہیں....
گویا بوہرا صاحب کا بیٹا ایک ہی ہے.... میں نے پوچھا تھا کہ پھر ادارے
کا نام بوہرا سنز کیوں رکھا گیا.... اس پر انہوں نے بتایا کہ ایک بھائی ان
کا فوت ہو گیا تھا۔"

"اوہ اچھا خیر.... آؤ تلاشی لیں۔"

انہوں نے پوری کوٹھی کی تلاشی لی... کہیں کچھ نہ ملا... ٹیلی
فون کو بھی دیکھا گیا... اس کمرے میں کہیں خون وغیرہ نظر نہ آیا... اگر
وہاں فائر ہوا تھا اور گولی کسی کو لگی تھی تو اس قدر جلد کمرہ صاف نظر
نہیں آسکتا تھا.... تاہم یہ بات انہوں نے صاف محسوس کی تھی کہ گھر
کے افراد کے چہروں پر بے تحاشہ خوف پایا جا رہا تھا.... گویا وہاں کوئی نہ
کوئی بات ضرور تھی.... کچھ سوچ کر انسپکٹر جمشید باہر نکل آئے.... اور
ان سے کہا:

"تلاشی مکمل ہو گئی.... یہاں کوئی گڑبڑ نہیں ہے.... مجھے
افسوس ہے.... ہم نے آپ لوگوں کو زحمت دی۔"

"کوئی بات نہیں جناب۔" لڑکا مسکرایا۔

اب وہ اپنی کار میں بیٹھ گئے اور وہاں سے چل پڑے....
کوٹھی کا دروازہ بند کر لیا گیا.... وہ قدرے فاصلے پر پہنچ کر رک گئے...
جلد ہی اکرام اپنے ماتحتوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا....

"اکرام! بوہرا سنز کی کوٹھی کو اس طرح گھیرے میں لینا ہے
کہ کوئی بھی کسی بھی سمت سے باہر نکلے، ہمیں معلوم ہو جائے۔"

"او کے سر۔"

وہ فوراً حرکت میں آگیا.... وہ وہیں رکے رہے.... آخر اکرام
نے آکر بتایا۔

"ہم اپنا کام مکمل کر چکے ہیں.... نہ تو کوئی نظروں میں آئے
بغیر اندر جا سکتا ہے.... نہ اندر سے باہر آسکتا ہے۔"

"بہت خوب! اب ہم چلتے ہیں.... رات کو گیارہ بجے کے
قریب آئیں گے.... رپورٹ تیار رکھنا یہاں سے کوئی بھی نکلے.... اس
کا تعاقب کیا جائے گا۔"

"یس سر۔" اس نے فوراً کہا۔

اب وہ گھر کی طرف روانہ ہوئے.... رات کو گیارہ بجے پھر
وہیں پہنچ گئے.... اکرام ان کا انتظار کر رہا تھا۔

"نو سر.... نہ کوئی آیا نہ گیا۔"

"پکی بات؟" وہ بولے۔

"جی ہاں! لوہے جتنی پکی۔" اس نے مسکرا کر کہا۔

"گویا گھر کے افراد گھر میں ہی ہیں.... لہٰذا ہم اب اندر
داخل ہوں گے.... فاروق تم چھت پر پہنچ جاؤ۔"

"جی اچھا...." اس نے فوراً کہا اور کوٹھی کی پچھلی طرف کا
رخ کیا۔

"آج بہت کام کے موڈ میں ہو.... خیر تو ہے۔"

"مارے سسپنس کے برا حال ہے.... اور میں چاہتا ہوں...."

جلد از جلد اس چکر کی تہہ سامنے آجائے۔" فاروق نے جاتے جاتے کہا۔

"کک.... کیا کہا.... چکر کی تہہ۔" محمود نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیوں.... کیا بات ہے؟" فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ.... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔"

"اچھا.... تو اب تم میرے کان کاٹو گے۔" فاروق نے منہ بنایا۔

"جانے دو بھئی.... آج تم اسے روک رہے ہو۔" انسپکٹر جمشید نے برا منہ بنایا۔

پھر فاروق چلا گیا.... جلد ہی کوٹھی کا ایک دروازہ کھلا اور فاروق کی طرف سے اشارہ موصول ہوا.... وہ اس طرف بڑھ گئے.... اندر داخل ہونے کے بعد انہوں نے دروازہ بند کر لیا۔

"چھت پر جانا بہت آسان ثابت ہوا... زینہ بھی کھلا ملا تھا۔"

"چلو اچھا ہے.... اب آؤ.... ذرا گھر کے افراد کا جائزہ لیں.. یہ لوگ کیا کر رہے ہیں۔"

وہ آگے بڑھتے چلے گئے.... ایک کمرے سے باتیں کرنے کی آواز سنائی دی.... انہوں نے کان دروازے سے لگا دیے....

"ہماری سمجھ میں نہیں آیا.... یہ آپ نے کیا چکر چلایا ہے۔" اس لڑکے کی آواز سنائی دی.... جس سے دن میں ان کی ملاقات ہوئی

تھی۔

"ہاں ڈیڈی.... آخر آپ نے اپنی موت کا ڈراما کیوں رچایا... پہلے ایک غریب آدمی کے چہرے پر پلاسٹک سرجری کروائی اپنا حلیہ اس کے چہرے پر بنوایا.... پھر اس کے گلے میں ایک قیمتی لاکٹ ڈالا.. اور پھر اس بے چارے کو گولی مار دی.... آخر کیوں.... اخبارات میں اشتہار شائع ہونے پر میں نے آپ کے اشارے پر انسپکٹر جمشید کو فون کیا.... آپ نے ایک ہوائی فائر کر دیا اور میں نے فون پر بات بند کر دی.... وہ یہاں دوڑے آئے کہ یہاں شاید کسی کو قتل کر دیا گیا.... اور تلاشی لے کر چلے گئے.... اس سارے ڈرامے کا مقصد کیا تھا آخر۔"

"تم لوگ ابھی بچے ہو۔" انہوں نے ایک نئی آواز سنی۔

"اس میں تو شک نہیں ڈیڈی .... لیکن مہربانی فرما کر وضاحت تو کر دیں.... اس طرح ہماری کیا خاک سمجھ میں آئے گی۔"

"ہاں ضرور.... کیوں نہیں.... سنو.... کسی زمانے میں ایک غریب آدمی تھا.... بہت غریب.... ایک جوہری کے پاس ملازم تھا.... وہ چوری کا مال خریدا کرتا تھا.... اس کے پاس رہتے ہوئے.... مجھے اس کام کا تجربہ ہو گیا.... اس کا آگے پیچھے تو کوئی تھا نہیں.... اکیلا تھا.... ایک دن میں نے چپ چپاتے اسے گیس کا چولہا کھلا چھوڑ کر موت کے گھاٹ اتار دیا.... سب مجھے اس کا بیٹا سمجھتے تھے.... وہ بھی مجھے اپنا بیٹا کہا کرتا تھا.... سب نے خیال کیا کہ گیس کا چولہا کھلا رہ گیا.... دیا سلائی جلاتے ہی دھماکا ہوا.... آگ لگی اور وہ مر گیا.... یہ

کسی کو خیال تک نہ آیا کہ اسے میں نے قتل کیا تھا.... اس طرح میں اس دکان کا مالک بن گیا.... چوری کا مال خریدتا رہا.... خریدتا رہا.... پھر میں نے شادی کر لی.... پھر تم لوگ پیدا ہو گئے اور میرا کام بڑھتا چلا گیا.... میرے ملازم اب وہ کام کرنے لگے.... جو کبھی مجھے خود اپنے ہاتھوں سے کرنا پڑتا تھا.... میں نے اپنے منیجر جمال تابانی کو پوری طرح تربیت دے دی.... اور وہ سارا کام کرنے لگا۔ یعنی میں ایک طرح سے فارغ ہو گیا.... لیکن اچانک مجھے پتا چلا.... میرا منیجر بھی میرے ساتھ وہی کچھ کرنے لگا ہے.... جو میں اپنے مالک کے ساتھ کیا کرتا تھا.... اور اس وقت۔" وہ کہتے کہتے رک گیا۔

"اور اس وقت کیا ڈیڈ...." لڑکی کی آواز ابھری۔

"اس وقت مجھے ایک خوف دامن گیر ہوا.... خوفناک خوف۔"

"کک.... کیا.... کیا خوفناک خوف۔" فاروق منہ پر ہاتھ رکھ کر بول اٹھا تھا.... اس طرح کہ آواز منہ سے بالکل نہ نکل سکے۔

"اوہو.... تمہیں کیا ہو گیا۔" محمود نے جھلا کر اشارے میں کہا۔

"یہ.... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے.... خوفناک خوف۔"

"حد ہو گئی۔" فرزانہ تلملا کر بولی۔

"سنو سنو۔" انسپکٹر جمشید نے فوراً ہونٹوں پر انگلی رکھی۔

وہ اندر کی آوازوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"ہاں! میں اس خوف کا شکار ہو گیا کہ جس طرح میں نے اپنے مالک کو قتل کیا.... میرا منیجر مجھے بھی قتل نہ کر دے اور سارے کاروبار پر قبضہ نہ کر لے.... لہٰذا میں نے اپنی گمنام موت کا ڈرامہ رچایا... جیسے میرے منیجر نے مجھے مار کر پھینک دیا ہو.... میرا پروگرام یہ تھا کہ پولیس فوراً مجھے شناخت کر لے گی.... اور منیجر کو گرفتار کر لے گی.... اس کی بے ایمانیاں صاف پکڑی جائیں گی... اور اسے قاتل کے طور پر گرفتار کر لیا جائے گا... ادھر میں مقتول بن جاؤں گا... اور مجھ پر لوگ شک کرنا بند کر دیں گے۔ پھر میں اپنے گھر میں ایک ملازم کے روپ میں باقی زندگی عیش کروں گا... دکان میرا بیٹا سنبھال لے گا... میرے مشورہ پر عمل کرتا رہے گا... اس طرح ہر خطرے سے فارغ... لیکن ہوا اس کے الٹ.... وہ انسپکٹر چنگیز خان پہلے ہی چوری کے مال کے سلسلے میں منیجر جمال سے ملا ہوا تھا.... اور اپنے حصے کے ہیرے وصول کرتا رہتا تھا... اسے مجھ سے بھلا کیا غرض ہو سکتی تھی.... جب اس نے میری لاش کو دیکھا.... یعنی پلاسٹک سرجری سے بنے والے میرے چہرے کو دیکھا تو وہ بوکھلا گیا اور اس نے منیجر کو اطلاع دی.... پولیس اسٹیشن جا کر منیجر نے میری لاش دیکھی اور کانپ گیا.... پھر اس نے انسپکٹر کو مشورہ دیا کہ وہ اس لاش کو لاوارث لاش کے طور پر دفن کرا دے.... اور اخبارات میں تصویر وغیرہ شائع نہ کرائے.... اس نے اس ہدایت پر عمل کیا.... لیکن اس نے میرے گلے سے لاکٹ اتار لیا تھا.... وہ اس نے اپنے قبضے میں کر لیا اور نقلی لاکٹ تھانے کے سیف

میں رکھ لیا.... اس لاکٹ کے چکر میں انسپکٹر جمشید کے بچے میری ہیروں کی دکان پر پہنچے اور منیجر سے ٹکرا گئے.... منیجر کو اپنی پڑ گئی.... اس نے ان سب کو ختم کرنے کی ٹھان لی.... لیکن خود مارا گیا.... یہ ہے کل کہانی۔ ہم اب نفعے میں رہے.... سارا کاروبار بھی اپنا.... اور میں مارا بھی گیا.... اب تم کچھ وقت تک شفاف کاروبار کرنا.... چوری کا مال نہ خریدنا.... بعد میں جب تم ہر کام میں ماہر ہو جاؤ گے تو یہاں سب تمہیں...."

ان الفاظ کے ساتھ ہی انسپکٹر جمشید نے دروازے پر دستک دے دی.... اس لیے کہ اب ساری بات آئینے کی طرح روشن ہو چکی تھی.... صرف یہ معلوم کرنا رہ گیا تھا کہ لاش آخر کس کی تھی.... وہ لاوارث آدمی کون تھا.... بوہرا کے ہاتھ کہاں سے لگ گیا تھا.... جس کے چہرے پر اس نے پلاسٹک سرجری کرائی.... اور کیا پلاسٹک سرجری کرنے والے سے اسے کوئی خطرہ نہیں تھا....

دستک کی آواز نے اندر موت کا سناٹا طاری کر دیا.... یوں لگا جیسے ان سب میں سے جان نکل گئی ہو.... انہوں نے پھر دستک دی۔

"کک.... کون۔"

"ایک ضرورت مند۔" انسپکٹر جمشید نرم گرم آواز میں بولے

"ضرورت مند.... لیکن.... ضرورت مند کا اندرونی کمرے کے دروازے پر کیا کام.... ضرورت مند ہو تو بیرونی دروازے پر دستک دینا چاہیے تھی۔"

"ہم ذرا دوسری قسم کے ضرورت مند ہیں.... جناب.... ہمیں قاتل کی ضرورت ہے.... ایک خوفناک اور بے رحم قاتل کی.... ہم یہاں کافی دیر سے کھڑے ہیں اور ہم نے آپ کی ساری کہانی آپ کی زبانی سن لی ہے، آپ کے خیال میں کھیل اور طرح ختم ہوا.... ہمارے خیال میں اور طرح.... کیا سمجھے۔"

"نن.... نہیں.... نہیں۔" وہ بری طرح چلائے اور پھر تین منٹ تک مارے خوف کے چیختے چلے گئے۔

"چیخ لیں چیخ لیں.... جب تھک جائیں دروازہ کھول دیجیے گا...."

آخر دروازہ کھل گیا.... اندر جیسے مردہ لوگ موجود تھے.... انہوں نے اس بوہرا کو دیکھا، اس کی شکل و صورت بالکل اس لاش جیسی تھی.... اب تو وہ خود بھی لاش میں تبدیل ہو چکا تھا....

"صرف اتنا بتا دو.... وہ لاوارث آدمی کون تھا۔"

"گھر میں ملازمت کرنے کے لیے آیا تھا.... میں نے اسے ملازم رکھ لیا تھا اور اپنے پروگرام کے مطابق اسے گھر سے باہر نہیں جانے دیتا تھا.... تاکہ وہ سب کی نظروں سے پوشیدہ رہے.... ویسے اس کا اس دنیا میں آگے پیچھے کوئی نہیں تھا۔"

"اور پلاسٹک سرجری کس نے کی...."

"واصف بالو نے.... میں نے اسے بھاری معاوضہ دیا تھا.... ایک طرح سے وہ باقاعدہ قتل کی اس سازش میں شریک ہے۔"

"ہوں.... اس کا مطلب ہے.... آپ سے فارغ ہو کر ہمیں اس کی طرف بھی جانا ہو گا۔"

"حد ہو گئی.... کیس کا ایک اور مجرم نکل آیا...." فاروق نے جھلا کر کہا۔

"جب تک یہ دنیا قائم ہے.... یہ چکر چلتا رہے گا.... اس لیے کہ نیکی اور بدی شروع سے ساتھ ساتھ چلے آرہے ہیں۔" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"چلیے پھر بلائیں انکل اکرام کو.... تا کہ وہ اپنا کام کریں.... اور ہم اپنا.... سچ کہا ہے کسی نے، جس کا کام اسی کو ساجھے.... اور کرے تو ٹھینگا باجے...."

"لیکن یہاں اس ضرب المثل کی کیا ضرورت نکل آئی۔" محمود نے اسے گھورا۔

"بھئی ضرورت نکل آنے کی بھی ایک ہی کہی.... کسی چیز کی بھی ضرورت کسی وقت بھی نکل سکتی ہے۔" فاروق تلملا کر بولا۔

اور باقی سب لوگ اس کے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے۔
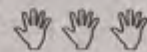
محمود، فاروق، فرزانہ
اور
انسپکٹر جمشید سیریز
ناول نمبر 676

آئندہ ناول کی ایک جھلک

آدھے ہیرے کا چور

مصنف.......................اشتیاق احمد

- کرامت ناز اپنے گھر کے افراد کے ساتھ ناشتا کر رہے تھے کہ ناشتے کی میز پر ایک بڑا بم آکر گرا...
- آدھے ہیرے کا چور کون تھا... اس نے پورے ہیرے کی بجائے آدھا ہیرا کیوں چرایا اور کیسے... ایک سسپنس فل سوال...
- دو دوستوں کی کہانی... ایک نے دوسرے کو عجیب وغریب دھوکا دیا...
- اس دھوکے نے دونوں دوستوں کو کہاں پہنچایا...
- محمود، فاروق اور فرزانہ ایک کوٹھی میں عجیب وغریب حالات کا شکار۔
- ان کے پاس کھڑے شخص نے ایک خوفناک چیخ ماری...
- چھت پر آلۂ قتل موجود تھا... ان تینوں کو تلاش کے باوجود نظر نہ آسکا۔
- آلۂ قتل کیا تھا اور کہاں تھا... حیرت در حیرت۔
- ان کے سامنے دو آدمی موجود تھے... ان میں سے ایک مجرم تھا... لیکن یہ فیصلہ کرنا مشکل تھا کہ مجرم کون ہے... آخر کیوں... کردار چکراتے نظر آئیں گے۔

قیمت:
18روپے

انداز بک ڈپو
9/12نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ
اور
انسپکٹر جمشید سیریز
ناول نمبر 677

پھندے پر لاشیں

مصنف.............. اشتیاق احمد

- ایک شخص کو ایک فون موصول ہوا...
- میں ایک شخص کو قتل کرنا چاہتا ہوں...
- اور وہ بھی انسپکٹر جمشید کی موجودگی میں... بھری محفل میں۔
- موت کا منصوبہ تیار تھا...
- پھندے پر جھولتی ایک لاش جب انہیں نظر آئی۔
- قاتل نے سب کی موجودگی میں قتل کیا... کیا وہ اس تک پہنچ سکے...
- ایک خالص جاسوسی ناول... جس قسم کے ناولوں کی آپ اکثر فرمائش کرتے ہیں۔
- سسپنس میں ہر لحہ اضافہ...
- اور آپ مجرم کو پہچان نہیں سکیں گے۔
- ان کے لیے خاص ناول... جو کہتے ہیں... ہم تو آدھا ناول پڑھ کر مجرم کا نام جان لیتے ہیں...
- ان کے لیے ایک امتحان...

انداز بک ڈپو
9/12 نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

قیمت:
18 روپے

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ
اور
انسپکٹر جمشید سیریز
ناول نمبر 678

موت کا ڈاک بنگلہ

مصنف.......................... اشتیاق احمد

- انسپکٹر جمشید اور ان کے ساتھی فلاں پرواز سے پہنچ رہے ہیں... جونہی وہ جہاز سے اتریں... انہیں گرفتار کر لیا جائے۔
- اور گرفتار کر کے میرے سامنے پیش کیا جائے۔
- یہ حکم کس نے دیا... انہیں کہاں اترنا تھا۔
- اور جب جہاز ایئر پورٹ پر اترا...
- اترنے والے اترنے والے آدمیوں کو گھیرے میں لے لیا گیا... لیکن۔
- یہ لیکن آپ کو اس ڈاک بنگلہ تک لے جائے گی۔
- وہاں کیا تھا...
- صرف اور صرف موت... اور موت کا خوف۔
- ایک جال جو ان کے گرد بنا گیا تھا۔
- وہ اس جال میں کیسے پھنسے۔
- ایک حیرت ناک اور سسپنس فل ناول۔

قیمت:
18 روپے

انداز بک ڈپو
9/12 نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

محمود، فاروق، فرزانہ

اور

انسپکٹر جمشید سیریز

ناول نمبر 679

آیندہ ناول کی ایک جھلک

کالے کھنڈر کا بت

مصنف.................. اشتیاق احمد

- انہیں ایک فون موصول ہوا... وہ بھی رات کے گیارہ بجے۔
- فون پر یہ الفاظ کہے گئے ... وہ ہمیں جان سے مار ڈالنا چاہتا ہے...
- ہم نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا ہے... لیکن وہ دروازہ توڑنے کی کوشش میں ہے۔
- محمود، فاروق اور فرزانہ کو فوراً نکلنا پڑا۔
- لیکن جس وقت وہ وہاں پہنچے... ایک زبردست حیرت کا سامنا کرنا پڑا۔
- کوٹھی کے تمام دروازے بالکل اندر سے بند تھے اور گھر کے افراد غائب۔
- ایک خوفناک سوال کہ دروازے اندر سے بند ہیں تو گھر کے افراد اندر کیوں نہیں ہیں۔
- محمود، فاروق، فرزانہ کو اس وقت چکر پر چکر آئے۔
- ایسے میں ایک اور خوفناک بات ان کے سامنے آئی۔
- انہیں اپنی ہستی گم ہوتی محسوس ہوئی۔
- ایک خوفناک ناول۔
- کالے کھنڈر کے بت سے ملیے۔

قیمت:

18 روپے

انداز بک ڈپو

9/12 نصیر آباد، سانده کلاں۔ لاہور

مشہور و معروف مصنف اشتیاق احمد
کے سنسنی خیز ہنگامہ آرائی اور
جاسوسی سے بھرپور ناول

اب ہر ماہ 4 نئے ناول

* اشتیاق احمد بچوں کے ادب میں ایک نئے انداز کے طور پر جانے پہچانے جاتے ہیں۔
* اب تک چھوٹے بڑے 665 ناول لکھ چکے ہیں۔
* ان میں سوا سو صفحات والے ناولوں سے لے کر 2 ہزار صفحات والے ناول تک شامل ہیں۔
* اشتیاق احمد دنیا کے واحد مصنف ہیں... جنہوں نے دو ہزار صفحات کا بچوں کا ناول لکھا۔ یہ عالمی ریکارڈ ہے۔
* 665 ناولوں کا ریکارڈ بھی عالمی ہے۔ آج تک بچوں کے کسی ناول نگار کے اتنے ناول نہیں ہیں۔
* یہ سلسلہ الحمدللہ تاحال جاری ہے...